

نہائے خلافت

لاہور

ہفت روزہ

21

تنظيم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 وال سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

29 شوال المکرم تا 6 ذوالقعدہ 1443ھ / 31 مئی تا 6 جون 2022ء

اسلام:

بندوں کی بندگی سے آزادی کا اعلان

”اسلام کے پیش نظر یہ بات کبھی نہ رہی کہ وہ لوگوں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے پر مجبور کرے..... البتہ اسلام صرف ”عقیدہ“ ہی نہیں ہے، بندوں کی بندگی سے انسان کی آزادی کا اعلان ہے۔ وہ اول روز سے ہی ایسے نظاموں اور ایسی حکومتوں کو صفحہ رہستی سے مٹا دینا چاہتا ہے جن کی بنیاد ہے انسان پر انسان کی حاکیت اور انسان کے لیے انسان کی عبودیت..... پھر وہ افراد پر سے سیاسی دباؤ اٹھا لینے اور تفہیم و تبلیغ سے عقل و روح میں روشنی پہنچادیں کے بعد انہیں عملًا آزاد چھوڑ دیتا ہے کہ اپنی مرضی سے جو عقیدہ چاہیں اختیار کریں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ خواہشات نفس کو اپنا اللہ بنالیں یا خودا پنی پسند سے بندوں کی بندگی اختیار کر لیں! یا اللہ کے بجائے اپنے ہی اندر کے کچھ افراد کو اپنا رب بنالیں!..... ایسا نظام جو دنیا میں انسانوں پر حکمرانی کرے، اُس کے لیے صرف اللہ کی عبودیت پر قائم ہونا شرط ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب شرائع و احکام صرف بارگاہ الہی سے حاصل کیے جائیں اور اس عالمگیر نظام کے سامنے میں رہتے ہوئے ہی ہر فرد جو عقیدہ چاہے اپنائے! اسی طرح ”دین“، یعنی کامل تسلیم و رضا اور مکمل پیروی و بندگی اللہ تعالیٰ کے لیے ہو سکے گی۔“

نقوشِ راہ: سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ

اُس شمارے میں

تنظيم اسلامی کے وفد کی
عمران خان سے ملاقات

تنظيم اسلامی اور سیاست

مفہوم، و گرنہ.....

اپنی شناخت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحمل مزاجی

امیر سے ملاقات (چوتھی قسط)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حبھلانے اور قتل کرنے کا اندریشہ



آیات: 10 تا 4

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الشُّعْرَاءَ

وَإِذْ نَادَى رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّلِمِينَ ۖ لَا قَوْمٌ فِرْعَوْنَ طَآلَيْتَقُونَ ۝
قَالَ رَبِّي إِنِّي آخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ۝ وَيَضِيقُ صَدْرِيٌّ وَلَا يُنْطَلِقُ لِسَانِي
فَأَرْسِلْ إِلَى هُرُونَ ۝ وَلَهُمْ عَلَى ذَنْبِهِمْ فَآخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۝

آیت: ۱۰ «وَإِذْ نَادَى رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّلِمِينَ ۖ» ”اور یاد کرو جب پکارا تھا آپ کے رب نے موسیٰ کو کہ جاؤ ظالم قوم کے پاس۔“

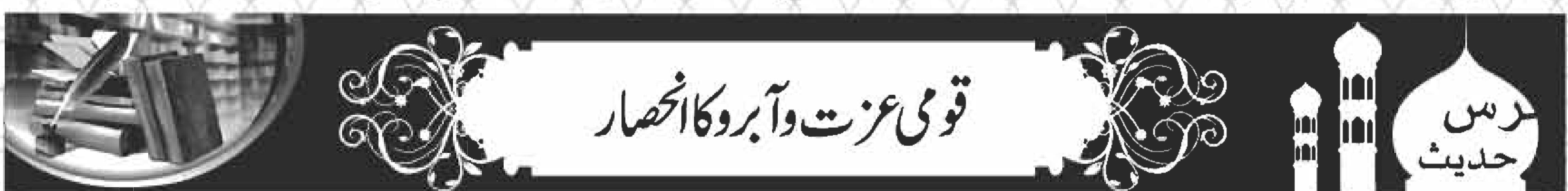
آیت: ۱۱ «قَوْمٌ فِرْعَوْنَ طَآلَيْتَقُونَ ۝» ”(یعنی) قوم فرعون کے پاس۔ کیا وہ ڈرتے نہیں؟“

آیت: ۱۲ «قَالَ رَبِّي إِنِّي آخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ۝» ”اُس نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! مجھے اندریشہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے۔“

آیت: ۱۳ «وَيَضِيقُ صَدْرِيٌّ وَلَا يُنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَى هُرُونَ ۝» ”اور میرا سینہ بھختا ہے اور میری زبان بھی روائیں لہذا آپ (یہ پیغام) ہارون کی طرف بھجئے!“
تاکہ اس عظیم مشن میں وہ میرے دست و بازو بنیں اور اس کام میں میرا ہاتھ بٹائیں۔

آیت: ۱۴ «وَلَهُمْ عَلَى ذَنْبِهِمْ فَآخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۝» ”اور میرے ذمے ان کا ایک جرم بھی ہے، چنانچہ مجھے اندریشہ ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔“

مصر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ایک قبطی قتل ہو گیا تھا۔ اس واقعہ کی تفصیل سورۃ القصص میں آئے گی۔ اگرچہ یہیں بلکہ قتل خطاہ، لیکن تھا تو بہر حال قتل۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اندریشہ درست تھا کہ وہ انہیں دیکھتے ہی گرفتار کر لیں گے اور مقدمہ چلا کر سزا نے موت کا مستحق ٹھہرا دیں گے۔



عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كَانَ أَمْرًا كُمْ خِيَارٌ كُمْ وَأَغْنِيَاءُ كُمْ سُمَّحَاءُ كُمْ
وَأُمُورُ كُمْ شُوَرَى بَيْنَكُمْ فَظَاهِرُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لِكُمْ مِنْ بَطْنِهَا، وَإِذَا كَانَ أَمْرًا كُمْ شَرَارٌ كُمْ وَأَغْنِيَاءُ كُمْ بُخْلَاءُ كُمْ
وَأُمُورُ كُمْ إِلَى نِسَاءِكُمْ فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لِكُمْ مِنْ ظَاهِرِهَا)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب نیک اور لاائق اشخاص تمہارے حکمران ہوں اور تمہارے مال دار لوگ محسن اور فیاض ہوں اور تمہارے اجتماعی معاملات باہم صلاح و مشورے سے طے ہو اکریں تو تمہارے لیے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے بدترین لوگ تمہارے اوپر حکومت کرنے لگیں اور تمہارے مال دار کنجوس اور بخلیل ہو جائیں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو اس وقت تمہارے لیے زمین کا پیٹ زمین کی پشت سے بہتر ہو گا۔“

مفہوم، وگرنہ.....

گزشته پون صدی میں چار مرتبہ مارشل لاء کی زد میں آنے والے پاکستان میں اب جمہوری روایات کچھ بختہ ہونا شروع ہوئی تھیں۔ میڈیا آزاد ہوا تھا یعنی اس پر حکومتی کنٹرول ختم ہوا تھا۔ اگرچہ اس کی مادر پدر آزادی نے اخلاقی اور معاشرتی سطح پر اسلام کے نام پر بننے والے ملک کو شدید نقصان پہنچایا۔ بہر حال سیاسی سطح پر اب حکومتوں کا اس کا گلا گھوٹنا آسان نہ رہا تھا اور حکومتیں اپنے سربراہ سمیت شدید تقید کی زد میں رہتی ہیں۔ پھر یہ کہ اپوزیشن کو جلسے جلوس کی عام اجازت تھی۔ سیاسی قیدیوں کا تصور ختم ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ گزشته چند سال میں لانگ مارچ اور دارالحکومت میں دھرنوں کا عام رواج ہو گیا تھا۔ تحریک انصاف نے 126 دن کا اسلام آباد میں دھرنہ رہا۔ مولانا فضل الرحمن کی جمعیت علماء اسلام نے اسلام آباد میں دھرنہ رہا۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے بلاول بھٹو کی قیادت میں کراچی سے اسلام آباد تک لانگ مارچ کیا، کسی قسم کی پابندیاں نہ لگیں لہذا یہ سب کچھ خیر و عافیت سے انعام پایا اور کسی قسم کا جانی و مالی نقصان نہ ہوا۔ لیکن 25 مئی کو تحریک انصاف کے شروع ہونے والے لانگ مارچ میں سب کچھ الٹ گیا۔ مارچ کا اعلان ہوتے ہی PDM کی حکومت نے ملک بھر میں تحریک انصاف کے کارکنوں کی گرفتاریاں شروع کر دیں، یہاں تک کہ حکومت مخالف صحافی بھی حکومت کے غیض و غضب کا نشانہ بنے۔

مارچ سے ایک دن پہلے چار اور چار دیواری کے تقدس کو بری طرح پامال کر کے پولیس گھروں میں کو دگئی۔ کسی کے پاس سرچ وارنٹ نہیں تھے۔ مصور پاکستان علامہ اقبال کے بیٹے کی رہائش گاہ پر بھی پولیس گیٹ توڑ کر اندر داخل ہو گئی جو ان کی اکیاسی (81) سالہ بہو کے لیے بڑا پریشان کن تھا۔ پھر یہ کہ مارچ سے ایک دو روز پہلے اسلام آباد کی طرف جانے والی تمام سڑکیں کنٹریول سے بند کر دی گئیں۔ جن کارکنوں نے پھر بھی جانے کی کوشش کی ان پر بے در لغ لاثیاں بر سائیں گئیں۔ آنسو گیس کے شیل بارش کی طرح برس رہے تھے۔ خواتین کو بھی معاف نہ کیا گیا، انہیں گاڑیوں سے گھسیٹ کرنا لا گیا اور قیدیوں کی وین میں ڈالا گیا۔ گویا تمام ملک حکومت اور اپوزیشن کے درمیان میدان جنگ بن گیا۔ خیبر پختونخوا میں چونکہ تحریک انصاف کی حکومت ہے، وہ اٹک کے پل تک تو آسانی سے پہنچ گئے۔ لیکن اُس سے آگے رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں اور سر زبردستی پنجاب میں داخل ہو گئے۔ ہماری رائے میں یہ بندشیں، یہ رکاوٹیں جمہوری اور کامیاب ہو گئے اور زبردستی پنجاب میں داخل ہو گئے۔ ہماری رائے میں یہ بندشیں، یہ رکاوٹیں جمہوری اور آئینی نقطہ نظر سے تو غلط اور قابل تشویش تھیں، یہ معاشی لحاظ سے بھی انتہائی نقصان دہ اور ضرر رسان تھیں۔

خبری اطلاعات کے مطابق طرفین کے چھ افراد جان بحق ہوئے۔ ان خاندانوں کے لیے تو یہ قیامت تھی جو ان پر ڈھادی گئی۔ سوال یہ ہے کہ اگر اسلام آباد کے ریڈ زون اور سفارتی انکلوز کو محفوظ بنا لیا جاتا اور لوگوں کو آنے دیا جاتا اس صورت میں لاکھوں کی تعداد میں بھی لوگ اگر اسلام آباد میں داخل ہو

نداۓ خلافت

تا خلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لاگہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگہ

تanzeeem اسلامی کی ترجیحان ظاہر خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد رحم

31 شوال تا 6 ذوالقعدہ 1443ھ جلد 31
31 مئی تا 6 جون 2022ء شمارہ 21

حافظ عاکف سعید

مدیر مسئول

ایوب بیگ مرزا

مدیر

فرید اللہ مرود

ادارتی معاون

نگران طباعت: شیخ حیم الدین

پبلیشور: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پرلیس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی و فرعی تanzeeem اسلامی

"دارالاسلام" ملکان روڈ چونک لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800
فون: 042-35473375-78

E-Mail: markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے مائل ٹاؤن لاہور۔

فون: 35869501-03، 35834000، nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زیر تعاون

اندرون ملک 800 روپے

بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)

انڈیا، یورپ، ایشیا، امریقہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے عنوان سے ارسال

کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

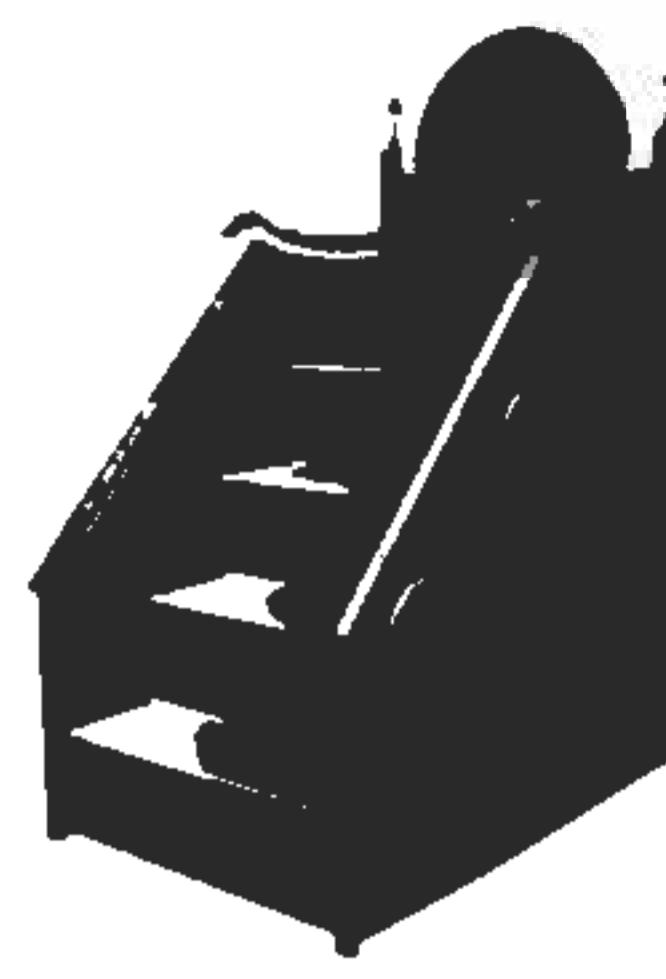
پڑول کی قیمتوں کے بڑھانے سے IMF ہماری جھوٹی میں کچھ ڈال دے گا جس سے قرضہ اور سودوںوں میں اضافہ ہو جائے گا لیکن ہم چند ماہ کے لیے معاشی بحران کی سنگینی سے محفوظ ہو جائیں گے۔ البتہ اس سے عوام کی چیزیں نکلیں گی اور عمران کے لیے یہ آسان ہو جائے گا کہ وہ اگلی کال پر زیادہ لوگوں کو اکٹھا کر سکے۔ کیا عمران کی سیاست اُسے یہ اجازت دے گی کہ وہ ایک بار پھر اسلام آباد سے خالی ہاتھ واپس آجائے۔ لہذا کیا منظر بنے گا؟ اس کا تصور کرتے ہوئے روشنے کھڑے ہو رہے ہیں۔ اللہ پاکستان کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ یہ کہتے ہوئے اپنے کرتوں پر کراہت آرہی ہے۔ حقیقت میں تو ہم قرآن پاک کی سورہ انعام کی آیت نمبر 65 ”کہہ دو کہ وہ (اس پر بھی) قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجی یا تمہیں فرقہ فرقہ کر دے اور ایک کو دوسرے (سے لٹا کر آپس) کی لڑائی کا مزہ چکھا دے۔ دیکھو ہم اپنی آیتوں کو کس کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔“ کے مصدقہ ہم بدترین عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں۔ اے کاش ہمارے لیڈر ان ہی نہیں ہمارے عوام بھی اس زوال، اس بدحالی اور اس عذاب کی اصل وجہ سمجھ سکیں۔ ہم اللہ سے وعدہ کر کے صاف صاف مگر گئے۔ ہم نے آخرت کی بجائے دنیا کا انتخاب کیا۔ ہم اللہ اور رسول ﷺ سے کھلی جنگ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہم مغرب کی بے حیا تہذیب کو اپنا چکے ہیں۔ ہم اپنی ذات کے اسیر ہو چکے ہیں۔ ہمارے دلوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف بعض بھر چکا ہے۔ ہم نے اپنی انا کو اپنا معبود بنالیا ہے۔ اسلام کو ہمارے لیڈر اپنی سیاست کے لیے استعمال کرتے ہیں اور عوام کو اسلام اپنی دنیوی ضروریات کے حوالے سے یاد آتا ہے۔

یہ تصادم اگر چہ ملکی سلامتی کے حوالے سے بہت خطرناک نظر آتا ہے لیکن اس کا ایک ثابت پہلو بھی سامنے آ سکتا ہے۔ آج کے سیاست دانوں کی دھینگا مشتی سے اگر یہ فرسودہ نظام ڈھیر ہو جاتا ہے اور دین سے مخلص کوئی جماعت ملکی نظام کو از سرنو دین اسلام کی حقیقی بنیادوں پر کھڑا کرتی ہے تو یہ دھینگا مشتی نعمت بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ ہمیں اللہ رب العزت سے دعا کرنا چاہیے کہ وہ اس شر سے یہ خیر نکالے۔ بہر حال زمینی حقائق تو یہ ہیں کہ حالی کا یہ شعر:

اے خاصہ خاصانِ رسول وقتِ دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
مزول ترین تبصرہ محسوس ہوتا ہے۔

جاتے تو بالآخر ایک بڑے جلسے کے سوا کیا کر لیتے، جیسا کہ ماضی میں کئی مرتبہ ہوا۔ قصہ کوتاہ ان غیر قانونی اور غیر جمہوری اقدامات سے حکومت کو سوائے بدنامی کے کچھ نہ ملا۔ علاوہ ازیں پہلے سے موجود کشیدگی میں کئی گناہ اضافہ ہو گیا۔ فضا میں مزید تکنیاں گھول دی گئیں جن سے یقیناً ماحول زہر آ لود ہو گیا۔ عمران خان نے دھرنادینے کی بجائے واپس لوٹنے کا فیصلہ کیا، لیکن حکومت کو چھ دن کا الٹی میٹم دے دیا کہ وہ اس عرصہ میں انتخابات کی تاریخ دے دے و گرنہ وہ بہت بڑی عوامی قوت کے ساتھ دوبارہ آئے گا۔ اگر تو یہ چھ دن کسی بیک ڈور مفاہمت کا نتیجہ ہے اور حکومت نئے انتخابات کی تاریخ کا اعلان کر دیتی ہے تو ہم سمجھیں گے کہ اس شر سے خیر برآمد ہو گیا۔ لیکن اگر حکومت انتخابات کی تاریخ دینے سے گریز کرتی ہے اور تاخیری حربے اختیار کرتی ہے تو عمران خان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ آرام سے بیٹھ جائے گا، جماfat ہو گی۔ عمران خان نے لانگ مارچ سے قبل اعلان کیا تھا کہ وہ اسلام آباد سے اُس وقت تک واپس نہیں آئے گا جب تک انتخابات کی تاریخ کا اعلان نہیں ہوتا۔ لیکن اُس نے چھ دن کے لیے یہ معاملہ التوا میں ڈال دیا جس سے یہ تاثر ابھرا کہ اُس نے پسپائی اختیار کی ہے اور بعض اطلاعات کے مطابق اُس کے جوشیے اور پُر جوش نوجوان ساختی مایوس ہوئے ہیں، جو کسی سیاست دان کے لیے ناقابل برداشت نقصان ہوتا ہے۔

ہماری رائے میں عمران خان کا اسلام آباد سے واپسی کا فیصلہ اُس کی سیاست اور ذات کے لیے نقصان دہ تھا، لیکن ملک اور قوم کے وسیع تر مفاد میں تھا۔ اُس کے لچک دکھانے سے تصادم اور خوزریزی کا خطروہ ٹل گیا۔ لیکن اگر چھ دن کے بعد وہ نئی تاریخ دیتا ہے اور حکومت کسی قسم کی لچک نہیں دکھاتی تو چند ہفتوں یا ایک ماہ بعد انہی نظرناک مناظر ہمیں دیکھنا پڑیں گے۔ حکومت کا معاملہ یہ ہے کہ وہ متضاد سکنندزدے رہی ہے۔ ایک طرف وزیر اعظم شہباز شریف نے قومی اسمبلی کے اجلاس میں کچھ ثابت باتیں کی ہیں اور انتخابات کے انعقاد کے حوالے سے ایک کمیٹی کے قیام کی تجویز دی ہے اور دوسری طرف وزیر خزانہ مفتاح اسماعیل نے پڑول کا نزد بڑھانے کی خبر دیتے ہوئے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ انتخابات اسمبلی کی آئینی مدت پوری ہونے کے بعد کروائے جائیں گے۔ ہمارے نزدیک وزیر خزانہ کا یہ کہنا تو اتنی اہمیت نہیں رکھتا کہ سیاست دان ایسی بڑھک بازی کرتے رہتے ہیں۔ البتہ اس موقع پر ہر قسم کے تیل پر 30 روپے فی لیٹر کا اضافہ ظاہر کرتا ہے کہ حکومت ابھی انتخابات کے موڑ میں نہیں اگر انہوں نے فوری انتخابات کا اعلان کرنا ہوتا تو اضافے کا یہ بوجھا پنے سر کیوں لیتے۔ واللہ اعلم!



تہذیب اسلامی اور سیاست

(منہج انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ اللہ کے 20 مئی 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

میں نہیں بلکہ اجتماعی زندگی میں بھی ہے۔

اگر ایک اسلامی ریاست واقعتاً قائم ہو اور وہاں معاملات اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق چلیں تو یہ سیاست کا معاملہ عبادت کا درجہ حاصل کر جائے گا اور یہ کارنبوت بھی ہے۔ یعنی یہ سارا طرز عمل کوئی دین سے باہر نہیں ہے بلکہ یہ عین دین کا تقاضا ہے اور یہ عبادت ہو گی کیونکہ انبیاء و رسول نے یہ کام کر کے دکھایا ہے۔ جواباً نے کہا ہے ۔

جدا ہو دین سیاست سے تورہ جاتی ہے چنگیزی اگر اللہ کا حکم نافذ نہیں ہو گا تو ظالموں کا حکم چلے گا، ظلم ہو گا تو مخلوق خدا ظلم کی چکی میں پستی رہے گی۔ اگر کہیں غیر اسلامی حکومت ہو اور وہ کسی مسلم کو کوئی منصب پیش کرے تو لوگوں کی خدمت، ان کے مسائل کے حل کے لیے ایسے منصب کو قبول بھی کیا جاسکتا ہے۔ تاریخ کی سب سے بڑی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر میں تھے تو اس وقت کا بادشاہ اللہ کی وجی کے مطابق نظام نہیں چلا رہا تھا مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے لوگوں کی بہبود کے لیے پیشکش قبول کی۔ البتہ یاد رہے کہ خود سے اپنے آپ کو پیش کرنا کہ میں بڑا استحقاق رکھتا ہوں، مجھے منصب ملنا چاہیے یہ قطعاً پسندیدہ نہیں ہے۔

نظام حکومت اگر غیر اسلامی ہو، جہاں شریعت کی بالادستی نہیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بالادست نہ مانا جاتا ہو جیسے بہت سارے غیر مسلم ممالک اور کئی مسلم ممالک میں یہی ہو رہا ہے۔ ایسے غیر اسلامی ماحول میں کسی مومن کا از خود منصب سنبھالنا بالکل ہی غلط ہو

اور اللہ تعالیٰ نے نظام زندگی کے طور پر دین عطا فرمایا اور

اللہ تعالیٰ کا تقاضا ہے:

﴿اَدْخُلُوا فِي الْسِّلْمِ كَافَةً ص﴾ (البقرة: 208)

”اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔“

تاریخ انسانی اور تاریخ انبیاء بتاتی ہے کہ کوئی معاشرہ ہو، ملک ہو اس کا انتظام چلانا، اس کے معاملات کو ٹھیک کرنا سیاست کہلاتا ہے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ کے بارے میں واضح حدیث ہمیں ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كانت بنو إسرائيل تسوهم الانبياء)) (صحیح بخاری و مسلم)

یعنی ایک نبی جب دنیا سے چلے جاتے تو دوسرے نبی ان

مرتب: ابو ابراہیم

کے خلیفہ بنتے، نیابت کرتے۔ ہم جانتے ہیں کہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو اللہ نے بادشاہت عطا فرمائی۔ اس تعلق سے دیکھا جائے تو سیاست کا یہ کام انبیاء نے بھی کیا ہے۔ اجتماعی معاملات میں اگر اللہ کا حکم نہ چلے تو ہم پورے دین پر عمل نہیں کر سکتے۔ قرآن حکیم کہتا ہے:

﴿إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ط﴾ (یوسف: 40)

”اختیار مطلق تصرف اللہ ہی کا ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم صرف مسجد میں نہ چلے بلکہ یہ معاشرے میں، کاروبار میں، معيشت، عدالت اور ریاستی امور میں بھی چلے۔ یہ ہے اسلام کا تقاضا۔ دین مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس پر عمل کرنے کا مطالبہ فقط انفرادی زندگی

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج کی نشست میں سیاسی امور کے حوالے سے کچھ گزارشات آپ کے سامنے رکھنی ہیں۔ استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمد ملکی معاملات پر تبصرے فرمایا کرتے تھے۔

آج بھی ان کے بہت سارے شارٹ کلپس ہیں جو زبانِ دعام ہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے ان کو سیاسی بصیرت عطا فرمائی تھی اس کی روشنی میں وہ ملک و ملت کی بہتری کے لیے جو تبصرے کیا کرتے تھے وہ آج بھی سنے جا رہے ہیں۔

انہوں نے کئی مرتبہ وضاحت فرمائی کہ سیاسی امور پر تبصرہ کیوں ضروری ہے اور ہمارے دین میں سیاست کی اہمیت کیا ہے، ہم اگر سیاست پر کلام کرتے ہیں یا تبصرہ کرتے ہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور اس کے لیے دینی دلائل ہمارے پاس کیا ہیں۔ گزشتہ دنوں میری

عمران خان سے ملاقات ہوئی جس کا سوشل میڈیا پر کچھ زیادہ ہی چرچا ہوا ہے۔ ان کی جماعت کی طرف سے سوشل میڈیا پر کچھ ایسا تاثر دیا گیا کہ دینی حضرات آکران کی تحسین کر رہے ہیں۔ بہر حال ہم صحیح و خیرخواہی کے جذبے سے گئے تھے۔ وضاحت کے لیے ضروری ہے کہ یہاں ڈاکٹر اسرار احمد کا وہ مقدمہ پیش کیا جائے جو انہوں نے 1993ء کی ایک طویل تقریر میں بیان کیا تھا کہ دین اور سیاست کا تعلق کیا ہے؟

دین اور سیاست کا تعلق

یہ بڑا حساس موضوع ہے، اس لیے کہ وہ لوگ جن کے سامنے دین کا جامع تصور نہ ہو وہ تو سیاست کو گالی ہی سمجھتے ہیں۔ واضح رہے کہ ہم دین اسلام کو مانتے ہیں

پر تھا، مختلف زبانوں، مختلف علاقوں اور مختلف رنگ و نسل کے لوگوں کو جوڑ کر ایک پاکستانی قوم بنانے والا نظریہ پاکستان: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اب اس قوم کی بقا اور سلامتی بھی اسی کلمہ طیبہ سے جڑی ہے۔ تو اسلام جب ہٹا، زبان، رنگ و نسل کے تعصبات اُبھرے تو ملک 1971ء میں دلخت ہو گیا اور بینگالیوں نے نام رکھا: بُنگلہ دیش۔ بہر حال اسلام سے نیچے آئیں تو اس ملک کا کوئی جواز رہتا نہیں ہے۔ اس کا استحکام، اس کا دوام اور تسلسل اسلام سے کم تر پر ممکن ہی نہیں۔ اگر ہم اسلام نہ لائیں تو کوئی شے ہمیں جوڑنے والی نہیں۔ ہمارے ماضی کے حکمران بھی نعرے لگاتے رہے، سب نے نعرے لگائے۔ کوئی کہتا ہے معيشت کو اچھا کر دیں گے، کوئی کہتا ہے باہر والوں سے تعلقات اچھے کر دیں گے۔ کوئی کہتا

کہ یہ مسلمانوں کا ملک ہے اسلام کا نہیں۔ یہاں مسلمان 98 فیصد رہتے ہیں، اس کا نام بھی اسلامی ہے لیکن کیا یہ واقعہ اسلامی ہے۔ یہ سود کے دھندے، یہ بے حیائی کا طوفان، یہ جوئے سے کا بازار، یہ شرعی سزاوں کا نافذ نہ ہونا، زکوٰۃ اور عشر کے حوالے سے احکامات کا نفاذ نہ ہونا، یہ سارا کچھ اسی ملک میں ہے۔ کیا یہ سارا کچھ اسلام ہے؟ سخت بات ہے لیکن حقیقت یہی ہے جیسے ہمارا نام مسلمانوں والا ہے مگر ایسے مسلمان ہیں کہ نمازی بھی ہیں سودخوری اور دوسرا گناہ بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح اس ملک کا نام بھی اسلامی ہے مگر قوانین غیر اسلامی، حرکتیں غیر اسلامی۔ یعنی جیسے ہم مسلمان ہیں ویسے یہ ملک بھی مسلمان ہے مگر حقیقت میں یہ اسلامی نہیں ہے۔ البتہ اس بات میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ملک بنا اسلام کے نام

گا، بعض فقهاء خاص طور پر عرب کے علماء تو اس کو کھلاحرام بھی قرار دیتے ہیں۔ دیگر فقهاء نے اس سے کمتر بھی بات کہی ہے لیکن یہ قطعاً پسندیدہ نہیں کہ نظام غیر اسلامی ہو، غیر اسلامی حکومت ہو اور اس میں کوئی آگے بڑھ کر منصب کے حصول کی کوشش کرے۔ اس ضمن میں آخری بات یہ ہے کہ اگر اسلامی ریاست قائم ہو جائے تو پھر قومی معاملات کو چلانے کے لیے، لوگوں کی بہبود کے لیے، ملکی انتظام چلانے کے لیے اگر کوئی عملی سیاست میں آتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ ملک و ملت کی بہبود کے لیے کوشش کرے تو اس کے لیے اجر و ثواب ہے۔ البتہ یہ سارا معاملہ نیت پر ہو گا کہ کون ملک و ملت کے انتظام کو چلانے کے لیے آرہا ہے اور کون اپنے مفادات کے لیے آرہا ہے۔ اور نیت بندے اور رب کے درمیان کا معاملہ ہے۔

دچپ پ نکتہ سمجھ لیں۔ حدیث کی رو سے سیاست عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں انتظام۔ لیکن معروف معنوں میں اس سے مراد ملکی انتظام چلانا ہے۔ ورنہ گھر کا انتظام چلانا بھی سیاست ہے، کسی ادارے کا انتظام چلانا بھی سیاست ہے۔ فی نفسہ یہ کوئی بری شے نہیں ہے۔ البتہ دیکھایہ جائے گا کہ کون سانظم چلایا جا رہا ہے اور چلایا کس طرح جا رہا ہے اس پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے دین میں سیاست کے لیے راہنمائی موجود ہے۔

پاکستان کے معروضی حالات

1۔ اس کا نام ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان۔ ہم نے طب بھی کیا تھا کہ اے اللہ ایک خطہ زمین چاہیے جہاں تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہوگی۔ یہی بات سورۃ الحجرات کی پہلی آیت میں آتی ہے:

﴿إِنَّمَا يَعْلَمُهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَبِّ سُولِهِ﴾ (الحجرات: 1) ”اے اہل ایمان مت آگے بڑھو اللہ اور اس کے رسول سے۔“

یعنی تمام معاملات میں ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تابع ہو جائیں، اسی لیے ہم نے اللہ سے پاکستان کا خطہ زمین مانگا تھا، اس کے لیے جانیں دی گئی تھیں۔ نام بھی رکھ دیا اسلامی جمہوریہ پاکستان۔ ہم نے قرارداد مقاصد میں طب بھی کر دیا کہ حاکمیت اس ملک میں اللہ کے لیے ہے اور قانون سازی کتاب و سنت کے خلاف نہیں ہوگی۔ لیکن عملی طور پر معروضی حالات یہ ہیں

آئی ایم ایف کی ڈیکٹیشن قبول کرنا خود کو سامراجی قوتوں کی غلامی میں دینا ہے

شجاع الدین شیخ

آئی ایم ایف کی ڈیکٹیشن قبول کرنا خود کو سامراجی قوتوں کی غلامی میں دینا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے آئی ایم ایف کی طرف سے پروگرام بحال کرنے کے لیے شرط پر حکومت کا پیغام و لیم مصنوعات کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ تاریخ گواہ ہے کہ آئی ایم ایف عالمی مالیاتی استعمار کا ایک ایسا آلہ ہے جسے طاقتور مغربی ممالک ترقی پذیر ممالک کو معاشی طور پر مغلوب اور معدود کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مملکت خداداد پاکستان نے آئی ایم ایف کے گزشتہ 23 پروگراموں کی وجہ سے سودی قرضے میں اضافہ اور مہنگائی کے طوفان کے علاوہ کیا پایا ہے۔ کم توڑ مہنگائی سے پہلے ہی عوام کا جینا دو بھر ہو چکا ہے۔ پڑو لیم مصنوعات میں تباہ کن اضافے سے مزید عوامی رد عمل سامنے آئے گا جس سے ملک کے امن و امان کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ حکمرانوں کو یہ فرماویں نہیں کرنا چاہیے کہ پاکستان ایک ایٹھی اسلامی ملک ہونے کی وجہ سے طاغوتی قوتوں کو بری طرح کھلکھلتا ہے۔ اُنہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ غیر ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی کر کے عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ملک کو معاشی غلامی اور عالمی مالیاتی استعمار کی جگہ بندیوں سے نجات دلانے کے لیے ناگزیر ہے کہ پاکستان کی معيشت کو حقیقی اسلامی اصولوں پر مستوار کر کے خود کفالت کا ہدف حاصل کیا جائے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

پر اعلان ہوا کہ دین غالب ہو گیا۔

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ پاکستان میں بدر بر پا کریں گے؟ اللہ کرے کہ بدر تو بر پا ہو لیکن بہر حال یہ مسلمانوں کا ملک ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے خلاف قتال کیا ہے اور اسی کا حکم اللہ کے دین نے دیا مگر ہم جب مسلمان معاشرے کی بات کریں گے تو یہاں ہمارے سامنے کافر تونہیں ہیں سارے مسلمان ہیں۔ افواج ہوں، ریاستی ادارے ہوں، ان کے الہکار ہوں، حکمران ہوں سب مسلمان ہیں، کسی مسلمان کی جان لینا مسلمان پر حلال نہیں ہے۔ اس حوالے سے فقہی تناظر میں علماء مسئلہ خروج بیان کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک منظم جماعت برپا ہو اور ایک تحریک برپا ہو، اس باطل نظام کے خاتمے کے لیے کسی منکر کے خاتمے کو نکتہ آغاز بنایا جائے۔ آج کئی اہل علم اسی نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ باطل نظام کی تبدیلی اور شریعت کے نفاذ کے لیے کسی منکر کے خلاف ایک منظم جماعت کے ذریعے جدوجہد کا آغاز ہو سکتا ہے۔ مثلاً بہت بڑا منکر سود کا دھندا، سودی نظام ہے اس کے خاتمے کے لیے میدان میں آئیں، مگر یہ کام وہ لوگ کریں جو پہلے کم از کم اپنے چھفت کے وجود پر تو اسلام نافذ کر چکے ہوں، کم از کم پہلے اپنے گھر میں تو خلیفہ بن چکے ہوں، یہ منظم ہو کر باہر نکلیں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی ان کے شامل حال ہو گی۔

یہاں ایک اور نکتہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ حکمرانوں سے یاد مدداروں سے یا سیاسی قائدین سے ملنے کا کیا فائدہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حضرت تمیم داری ٹھنڈو روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دین خیر خواہی ہے (آپ نے یہ جملہ تین دفعہ فرمایا)، ہم نے پوچھا کہ کس کے لیے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے آئمہ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔“ (صحیح مسلم)

یہ خیر خواہی حکمرانوں کے ساتھ بھی ضروری ہے کیونکہ عام آدمی غلطی کرے تو اس کا اپنا نقصان ہے لیکن حکمران غلطی کرے تو پوری قوم کا نقصان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوا کرتے ہیں۔“ اگر وہ بادشاہ سید ہے ہو جائیں پوری قوم سید ہی ہو جائے

دیانتداری کے ساتھ سمجھتے ہیں کہ اس راستے سے نظام چل تو سکتا ہے بدل نہیں سکتا اور 75 سال کی گواہی بھی اب ہمارے سامنے ہے۔ تاریخ میں نظام جب بھی بدلا ہے اور جب بھی بدلتے گا وہ انقلاب کے راستے سے بدلتے گا۔ اسی لیے ہم اس انقلابی سیاست کی بات کرتے ہیں، انقلابی راستے کی بات کرتے ہیں۔ یعنی نظام کو بدلتے کے لیے ایک منظم جماعت تیار کر کے، تحریک برپا کر کے شریعت کی بالادستی کے لیے جدوجہد کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو بقول ڈاکٹر اسرار احمد ہم 75 فیصد سیاسی ہیں۔

3۔ بہر حال ابھی نظام توبoldtا ہوا نظر نہیں آتا اس درمیانی عرصے میں ہم کیا کریں؟ اس کے لیے پھر دعوت و تبلیغ کا کام ہے۔ اسلام کو نظام عدل کے طور پر پیش کرنا، اس کے محسن کو بیان کرنا، باطل نظام کی تباہ کاریوں کو بیان کرنا، لوگوں کے ذہنوں کو بدلتے کی کوشش کرنا، ان میں شعوری ایمان پیدا کرنے کی کوشش کرنا، ان کو اللہ والا بنانے کی کوشش کرنا، ان کو منظم کرنے کی کوشش کرنا، ایک منظم جماعت میں سمع و طاعت کے ڈسپلین میں ان کو پرونز کی کوشش کرنا ہمارا کام ہے۔ پھر کبھی موقع آئے گا تو باطل نظام کو ہم چیلنج کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ ملک ہمیں عزیز ہے۔ ہماری محبت کسی انتخابی سیاست والی جماعت سے نہیں ہے بلکہ ہماری محبت اسلام سے ہے اور پاکستان سے ہے کیونکہ ہم نے اس ملک کو اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔ اصولی معاملہ یہی ہے کہ انتخابی سیاست سے چھرے ہی بدلیں گے نظام نہیں بدلتے گا۔ انقلابی راستے کے بغیر نہ کبھی نظام بدلا اور نہ بدلتے گا۔ فرانس میں جب انقلاب آیا، روس میں جب انقلاب آیا، ایران میں جب انقلاب آیا تو صرف انقلابی راستے سے آیا۔ ان سب کو چھوڑ دیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو انقلاب برپا کر گئے وہ انقلابی راستے سے آیا تھا۔ ورنہ مکے والوں نے تو مکہ ہی میں پیش کش کر دی تھی کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بادشاہ بنانا دیتے ہیں اگر صرف اقتدار مقصود ہوتا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بادشاہت قبول کر لیتے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظام کو بدلتے کے لیے انقلابی راستہ اختیار کیا۔ ایک منظم جماعت تیار کی، اس کو صبر کے مراحل سے گزارا، دعوت کا حق ادا کرنے کی پوری کوشش کی۔ پھر بدر کا میدان سجا اور فتح مکہ کے موقع میں حصہ نہیں لیتے اور پورے شعور کے ساتھ اور پوری

ہے دنیا کے سامنے اپنا سافٹ ایچ پیش کر دیں گے، کوئی کہتا ہے پروگریسو ایچ دنیا کے سامنے پیش کر دیں گے۔ یہ سب کچھ کر کے ہم نے دیکھ لیا، ہمارے مسائل بڑھتے ہی چلے گئے، کم نہیں ہوئے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ ملک اسلام کی بنیاد پر بناتھا اور اس کا استحکام بھی اسلام سے وابستہ ہے۔

2۔ جب پاکستان واقعتاً اسلامی ریاست نہیں ہے تو پھر ہم سیاست میں حصہ کیوں لے رہے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سیاست کے دونیادی پہلو ہیں: نظری سیاست، عملی سیاست۔ ویسے تو ہر بندہ کہیں نہ کہیں سیاسی ہے، جو دنی لینے کے لیے گھر سے باہر نکلتا ہے وہ بھی واپس آ کر تجویز یہ کر رہا ہوتا ہے۔ نظری سیاست یہی ہے کہ کوئی بھی شعور رکھنے والا انسان ملکی حالات سے بے پرواہیں ہو سکتا، وہ کوئی نہ کوئی رائے تو ضرور دے گا۔ آپ میڈیا کے اینکر پرسنzel اور صحافیوں کو دیکھ لیں جو عملی سیاست میں حصہ نہیں لیتے لیکن ساری دنیارات کو ان کے تجزیے سنتی ہے اور پھر تبصرے کرتی ہے۔ اب توحدیہ یہ ہے کہ حکمران اور اپوزیشن والے انہی صحافیوں کو لوگوں کی ذہن سازی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہی نظری سیاست ہے۔ اس طرح عملی سیاست کے بھی دو پہلو ہیں۔ عملی سیاست کا ایک پہلو یہ ہے کہ ملک کے سیاسی نظام میں حصہ لو، اپنی بات پیش کرو، اگر حکمران بن گئے تو اختیارات کو استعمال کرو ورنہ اپوزیشن میں میڈیا کر حکمرانوں کے خلاف باتیں کرو اور آئندہ ایکشن کی تیاری کروتا کہ تم غالب آجائو اور پھر اپنے طور پر نظام کو چلانے کی کوشش کرو۔ اس عملی سیاست کا معروف پہلو انتخابی سیاست ہے۔ ہم (یعنی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی جماعت تنظیم اسلامی) اس انتخابی سیاست کا حصہ نہیں ہیں لیکن ہم انقلابی سیاست کی بات کرتے ہیں۔ نظری سیاست تو سب ہی کرتے ہیں ہم بھی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ تبصرے کیا کرتے تھے، حکمرانوں تک بات پہنچاتے تھے۔ اگر وہ خود آ کر ملتے تو بات پہنچاتے، جا کر بات پہنچاتے، کبھی خطاب جمعہ کے ذریعے بات پہنچانا چاہتے۔ ان کو مشورے بھی دیا کرتے تھے، تقید بھی کرتے تھے، کوئی خیر کی بات کسی کی جانب سے آتی تو اس کی تائید بھی کرتے تھے۔ اسی اصول کی بنیاد پر ہم بھی نظری سیاست کرتے ہیں۔ جمعہ کے خطبات میں بھی ذکر آ جاتا ہے۔ البتہ ہم عملی سیاست میں انتخاب میں حصہ نہیں لیتے اور پورے شعور کے ساتھ اور پوری

گی۔ نصیح و خیرخواہی کے ساتھ ہم یہ جمعہ کا خطبہ بھی دیتے ہیں، عام دروس قرآن بھی کرتے ہیں، ہم اپنے گھر میں درس قرآن دیتے ہیں۔ الحمد للہ! اسی جذبے کے تحت ہم معاشرے کے ذمہ داران علماء، مفتیان کرام، سیاسی جماعتوں کے قائدین سے ملاقات کرتے ہیں۔ پھر معاشرتی و سماجی اعتبار سے کچھ بااثر طبقات ہوتے ہیں ان تک بھی بات پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر عمل کرنے اور امر بالمعروف اور نهى عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسی فریضہ کو ادا کرنے کے سلسلے میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ نے اپنی تنظیم کے چار رکنی وفد کے ساتھ پاکستان کے سابق وزیر اعظم عمران خان سے ملاقات کی۔ ملاقات کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

ضرورت امام مسجد

جامع مسجد بنت کعبہ سمن آباد لاہور میں امامت کے لیے خوش الحان حافظ قرآن کی ضرورت ہے جو عوامی درس قرآن کامزاج بھی رکھتا ہو۔ درس نظامی مکمل کر لیا ہو۔ شادی شدہ رفیق تنظیم کو ترجیح دی جائے گی۔

کمپیوٹر و اکاؤنٹنگ کی تعلیم کی صورت میں اضافی مشاہرہ کی گنجائش ہے۔ (اس صورت میں ملتزم رفیق ہونا چاہیے) رہائش مع بھلی، گیس، پانی احاطہ مسجد میں موجود ہے۔

جامع مسجد بنت کعبہ N-866 پونچھ روڈ، سمن آباد، لاہور
برائے سی وی: Lahorewest@tanzeem.org
فون 042)37520902، 0323-4475001، 0300-8435160

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقة لاہور غربی، ماذل ٹاؤن تنظیم کے بزرگ رفیق کریم (ر) ریاض الحق وفات پاگئے۔

☆ حلقة بلوچستان کے نائب ناظم نشوشا ناشاعت عبدالغفار وفات پاگئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَأَرْحَمْهُمَا وَأَدْخِلْهُمَا فِي رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمَا حِسَابًا يَسِيرًا

تنظیم اسلامی کے وفد کی سابق وزیر اعظم پاکستان سے ملاقات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے:

عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ ثَقَلَتْ أَنَّ الشَّبَيَّ بَيْنَهُ قَالَ: ((الَّذِينَ أَنْتَ صَاحِبُهُ)) فَلَنَالْمَلِكُ، قَالَ: ((إِنَّهُ وَلِكَتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ)) (مسلم)

”حضرت تمیم داری ثقہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دین خیرخواہی“ ہے، آپ نے یہ جملہ تین دفعہ فرمایا۔ ہم نے عرض کیا کہ کس کے لیے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے ائمہ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔“

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد درج بالا حدیث مبارک پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ عامۃ المسلمين کے ساتھ ساتھ آئمہ المسلمين کو بھی نصیحت کرتے تھے۔ وہ یہ فریضہ خطبہ جمعہ کے دوران منبر رسول سے بھی ادا کرتے اور رو برو ملاقاتوں میں کرتے رہے۔ جب شریف فیصلی دوسری مرتبہ بر سر اقتدار آئی تو ان سے ایک سے زائد بار قرآن اکیڈمی اور شریف فیصلی کی رہائش گاہ پر ملاقاتیں ہو گئیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد کے بعد ان کے صاحبزادے حافظ عاکف سعید نے تنظیم کی امارت سنہجاتی تو انہوں نے بھی الدین نصیحہ کو دینی ذمہ داری سمجھتے ہوئے یہ فریضہ اپنایا۔ جب عمران خان وزیر اعظم بنے تو موجودہ امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے حکم دیا کہ وزیر اعظم سے رابطہ کیا جائے اور ملاقات کے لیے وقت لیا جائے تاکہ حق نصیحت کا فریضہ ادا کیا جائے۔ یہ فیصلہ خاص طور پر ان کے اس نعرے کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا کہ وہ نئے پاکستان کی تشکیل ریاست مدینہ کی طرز پر کرنا چاہتے ہیں، لیکن محسوس کیا جا رہا تھا کہ عملی طور پر اس حوالے سے کوئی پیش رفت نہیں ہو رہی۔ گزشتہ ساڑھے تین سال میں بار بار کی کوششوں کے باوجود ان سے وقت نہ مل سکا۔ بہر حال ان کی وزارت عظمی سے سکندو شی کے بعد ایک واسطے سے ان سے ملاقات کا وقت طے ہو گیا۔ امیر تنظیم نے 17 مئی 2022ء کو اپنی جماعت کے چار رکنی وفد کے ساتھ بنی گال میں سابق وزیر اعظم سے ملاقات کی۔ ملاقات میں عمران خان سے کہا گیا کہ آپ نے ریاست مدینہ کی بات کی اور امریکہ سے آزادی لینی ہے بالکل اچھی بات ہے لیکن اصل آزادی تب ملے گی جب ہم اللہ کی غلامی میں آئیں گے، ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ ختم کریں گے یعنی سودی معیشت سے نجات حاصل کریں گے تو ہمارے معاملات سدھریں گے۔ آپ اپنے خطاب کے شروع میں سورۃ الفاتحہ کی آیت «إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ» پڑھتے ہیں بہت اچھی بات ہے لیکن سورۃ الفاتحہ میں «مُلِّيكِ يَوْمِ الدِّينِ» بھی آتا ہے لیکن آپ کے سچ پر گانے بھی بجھتے ہیں، مخلوط ماحول بھی ہوتا ہے ذرا اس کی بھی تو فکر کریں۔ امیر تنظیم اسلامی نے عمران خان صاحب کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ ہمارا دیانتداری کے ساتھ تجزیہ ہے کہ انتخابی سیاست سے نظام نہیں بد لے گا بلکہ نظام انقلاب سے بد لے گا۔ امیر تنظیم اسلامی نے انتظامی سطح پر بھی کچھ تجویز دیں مثلاً فوج، بیورو و کریمی اور عدالیہ میں یہ پابندی ہونی چاہیے کہ جس کی اولاد، جائیداد یا پیسہ بیرون ملک ہوگا وہ سرکاری ملازمت میں ایک خاص حد سے آگے ترقی نہیں کر سکے گا۔ اس تجویز کو سابق وزیر اعظم نے بہت پسند کیا۔ (ملاقات کے بعد وفد نے سابق وزیر اعظم کو ڈاکٹر اسرار احمد کی تفسیر بیان القرآن اور سیرت والی کتاب منہج انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تحفتاً پیش کی۔)

امیر سے ملاقات

میزبان: آصف حمید

”اے اہل ایمان! اگر تمہارے پاس کوئی فاسن شخص کوئی بڑی خبر لے کر آئے تو تم تحقیق کر لیا کرو۔“ (آیت: 6) افواہوں کی روک تھام دین کا مستقل تقاضا ہے۔ سورۃ آل عمران میں بھی اس کا ذکر آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق آگے بڑھادے۔ لیکن آج سو شل میڈیا کے ذریعے یہ عام ٹرینڈ بنا ہوا ہے۔ حالانکہ اس میں کئی گناہ شامل ہو جاتے ہیں جو کسی نہ کسی دوسرے کی عزت سے کھینے والے ہوتے ہیں۔ کسی پر تقدیم کی جاسکتی ہے لیکن اس کے کچھ آداب بھی تو ہیں۔ تقدیم کرتے ہوئے اشتعال انگیزی نہیں ہونی چاہیے اور دین کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ انسان کو دیکھنا چاہیے کہ کل اللہ تعالیٰ کو جواب دینا ہے۔ ہم وعظ و نصیحت ہی کر سکتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دین خیر خواہی کا نام ہے۔“ صحابہؓ نے کہا (خیر خواہی) کس کے لیے ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے لیے، اُس کی کتاب کے لیے، اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، مسلمانوں کے حکمرانوں اور عوام کے لیے۔“ (صحیح بخاری)

یعنی مقتدر طبقات ہوں، ذمہ داران ہوں، سیاست کے میدان میں اترے ہوئے لوگ ہوں یا عوام الناس ہوں ہم سب کے لیے ان باتوں کی یاد ہانی ضروری ہے کہ کہیں وقت اتار چڑھاؤ کے معاملات میں ہم مخالفت یا تبصروں میں اتنے آگے نہ چلے جائیں کہ دینی تعلیمات کی خلاف ورزی ہو جائے اور کل آخرت میں ہمارا انجام برا ہو جائے۔ جوالزمات لگائے جا رہے ہیں اگر ان کا ثبوت نہیں ہے تو کل اللہ کے سامنے کیسے جواب دی کرو گے۔ لوگوں سے گزارش ہے کہ اس طرح کے اذامات نہ لگائیں کیونکہ ایسے اذام بہتان شمار ہوں گے جو کبیرہ گناہ ہے۔ ہم سب کو سوچنا چاہیے کہ کل اللہ کو جواب دینا ہے۔

سوال: لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم برے کو برا بھی نہ کہیں اور پھر یہ عام آدمی کی بات نہیں بلکہ لیدر کی بات ہے جو پبلک فگر ہے ان کو ہم آشکار نہیں کریں گے تو کیا ہو گا؟

جواب: قرآن حکیم ہمیں بتوں کے بارے میں راہنمائی دیتا ہے حالانکہ بت اور مشرکوں کے غلط ہونے کے بارے میں کوئی دورائے نہیں ہیں۔ مگر سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:



سوال: رمضان کے دنوں میں حکومت کی تبدیلی ہوئی اور پورا رمضان کا مہینہ اس ٹینشن میں گزر رہے کہ لوگ قرآن مجید کے اتنا قریب نہیں ہوئے جتنا وہ سیاسی مباحثہ اور تبصروں میں لگ رہے۔ اس رویے کو آپؐ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب: سیاسی اتار چڑھاؤ ہمیشہ تاریخ کا حصہ رہا اور ہمارے ملک کی تاریخ کا بھی حصہ رہا۔ حکومتوں کا آنا جانا کئی مرتبہ باہر کے دباؤ کی وجہ سے ہوا ہے اور کبھی اندر وہی مسائل کی وجہ سے بھی ہوا اور یہی تاریخ کا حصہ ہے۔ یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن اس وقت جس انداز سے غیر اخلاقی گفتگو کی جا رہی ہے، زبان درازی ہو رہی ہے اور وہ بھی ماہ رمضان المبارک میں تو یہ بہت پریشان کن قسم کا معاملہ ہے کیونکہ ماہ رمضان نزول قرآن کا مہینہ ہے جس میں ایک مسلمان کے شب و روز قرآن کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔ جس میں راتیں قرآن کے ساتھ بسر ہوتی ہیں۔

دل بھی نرم ہوتے ہیں۔ تقویٰ کی روشن اختیار کرنا روزے کا حاصل ہے لیکن اس دوران جوانداز اختیار کیا گیا وہ رمضان کے تقدس کے بالکل بر عکس تھا۔ جہاں تک حکومت کی تبدیلی اور اس کے لیے بیرونی مداخلت کے ہونے کا معاملہ ہے تو اس پر کلام ہو سکتا ہے۔ لیکن جس طرح اس وقت نفرتیں پھیلائی جا رہی ہیں جس کے نتیجے میں کوئی خانہ جنگی اور تقسیم یا ملکی سالمیت کو خطرہ لاحق ہو جانے کا معاملہ ہے تو اس پر ہر پاکستانی کو فکر مند ہونا چاہیے کیونکہ یہ ملک ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا، ہماری اصل محبت دین اسلام سے ہے اور ہماری ساری مختتوں کا محور بھی یہ ہے کہ اس ملک میں اللہ تعالیٰ کا دین نافذ ہو۔ اس تناظر میں ہمیں کلام کرنا چاہیے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے قرآن مجید کے مضمون پر مشتمل منتخب نصاب کا کئی مرتبہ درس دیا اس میں سورۃ الحجرات بھی شامل ہے۔ پھر یہ سورت ہماری یونیورسٹیز کے سلپیس میں بھی شامل رہی۔

سوال: کسی بات کو بغیر تحقیق کے شیئر کر دینا کیسا ہے؟

جواب: سورۃ الحجرات کی آیت میں ہی فرمایا:

گیا۔ یعنی اس پر دس سال کی پابندی تھی کہ معیشت پر سود اور ملک کے عالمی قوانین پر کوئی فیصلہ نہیں دے سکتی تھی۔ 1991ء میں یہ پابندی ختم ہوئی تو جمیش تنزیل الرحمن مرحوم نے سود کے خاتمے کا فیصلہ دیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ ریاست کے لیوں پر سود کا خاتمہ ممکن ہے؟ تو انہوں نے کہا تھا کہ اگر حکمرانوں کی نیتیں مٹھیک ہوں تو یہ ممکن ہے۔ لیکن پھر نواز شریف نے اپنی حکومت میں اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر دی اور یہ معاملہ ملتوی ہوا۔ پھر پریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بیٹھ میں یہ معاملہ چلا اور سماڑھے بارہ صفحات کا ایک فیصلہ آیا جس میں مفتی تقی عثمانی کے دوسو پچاس صفحات تھے۔ اس کی بھی بہت بڑے پیمانے پر سماعتمیں ہوئیں جس میں علماء، بیکریز، وکلاء اور اندر ونی اور بیرونی ملک مہرین نے حصہ لیا۔ اس کے بعد جزل مشرف نے وہ بیٹھی تبدیل کر دیا اور معاملہ دوبارہ لٹک گیا۔ پھر کیس وفاقی شرعی عدالت کو لیفر بیک ہو گیا۔ اب یہ سال کے بعد 2022ء میں فیصلہ آیا۔ کہنے کا مطلب ہے کہ یہ فیصلہ بہت پرانا ہے۔ بہر حال فیصلہ بہت مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے جائز کو بھی جزاۓ خیر عطا فرمائے۔ ہم نے عدالت میں جا کر جائز کو بتایا کہ ہم لوگ منبر پر بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں لیکن آپ کے پاس فیصلہ کرنے کی طاقت ہے اور آپ نے بھی کل رب کو جواب دینا ہے، آپ اپنا کام کبھی اور پھر حکمرانوں سے مطالبہ ہو گا کہ وہ اس کو نافذ کریں جو کہ اب کرنے کا کام ہے۔ بانی تنظیم اسلامی سود کے خلاف بڑے شد و مدد سے بات کرتے تھے، کیوں نہ کرتے، سود کا گناہ ایسا ہے کہ جو اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اس کے علاوہ جماعت اسلامی کے اکابرین، ان کے وکلاء نے بھی بہت جدوجہد کی۔ اس کے علاوہ مولانا زاہد الرashdi بزرگ عالم دین ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت دے وہ تحریک انسداد سود کو بھی لید کر رہے ہیں جس میں علماء اور پکھڑ دیگر اہل علم بھی شامل ہیں۔ خاص طور پر سود کے حوالے سے جو چودہ سوالات پوچھئے گئے کہ سود کی تعریف کیا ہے؟ آج کا سود وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں رباتھا؟ عالمی افیزز کو کیسے ڈیل کیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ ان کے تفصیلی جوابات تحریک انسداد سود کے زیر انتظام مرتب کیے گئے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے صاحبزادے حافظ عاطف وحید نے بھی پوری معاونت کی۔ اس کے علاوے

میں بات کرتا ہے تو اس کو اس پارٹی کا رکن متصور کیا جاتا ہے اور اگر اس نے کوئی خلاف بات کہہ دی تو اس کو اپوزیشن کا نامانجدہ سمجھا جاتا ہے۔ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: اس میں دین نے ایک پیارا اصول دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَرَّتْمَ نِيَكَلِ اُورْتْقُوئِی کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں تعاون مت کرو۔“ (المائدہ: 2) اس اصول کو لے کر چلیں تو خیر جہاں بھی ہے ہمیں اس کی تعریف کرنی چاہیے اور شر چاہیے اپنوں میں ہی کیوں نہ ہو تو اس کے اوپر تنقید اس معنی میں ہونی چاہیے تاکہ وہ شرختم ہو جائے اور پھیلے نہ۔ اس بات کی آگاہی ضروری ہے کہ یہ کسی کی مطلق حمایت یا مطلق مخالفت نہیں ہوا کرتی بلکہ یہ دینی پیراڈائم میں عمل کا معاملہ ہے۔ کیونکہ دین ہمیں کہتا ہے:

”تَمَ وَ بَهْتَرِینَ أُمَّتَ ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا، اور تم روکتے ہو بدی سے۔“ (آل عمران: 110)

اگر اس اصول پر چلیں تو کوئی بھی اگر خیر کا کام کر رہا ہے تو اس کی تعریف ہونی چاہیے اور اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے اور شر کا معاملہ کہیں بھی ہو تو اس کو روکنے کے لیے ہمیں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

سوال: حال ہی میں سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت نے بڑا چھافیصلہ کیا۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا سود کے حوالے سے ایک مستقل stance ہوتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ جب میں سود کے خلاف بات کرتا ہوں اور احادیث سناتا ہوں تو کچھ لوگ میرا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ تنظیم اسلامی نے سود کے خلاف بھرپور ہم چلانی ہے اور پھر جماعت اسلامی کا بھی بڑا کردار ہے، اس کے علاوہ دوسرے اکابرین دین کون سے ہیں جنہوں نے انسداد سود کی جدوجہد میں حصہ لیا؟

جواب: یہ فیصلہ 26 رمضان کو آیا یہ کوئی نیا فیصلہ نہیں ہے بلکہ پچھلے فیصلوں کی فائن ٹیونگ ہوئی ہے۔ پاکستان میں سود کے خلاف جدوجہد کی تاریخ بڑی پرانی ہے۔ 1973ء کے آئین کی شق F-38 میں لکھا ہوا ہے کہ حکومت سود کا خاتمہ کرے۔ آئین میں کسی شے کا آنا ظاہر کرتا ہے کہ اس کے پیچے پوری ایک جدوجہد ہے۔ پھر ضیاء الحق نے وفاقی شرعی عدالت قائم کی لیکن بقول بانی تنظیم اسلامی اس کے ہاتھوں اور پیروں کو باندھ دیا

”اور مت گالیاں دو (یا ملت بر اجلا کہو) ان کو جنہیں یہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا تو وہ اللہ کو گالیاں دینے لگیں گے زیادتی کرتے ہوئے بغیر سوچے سمجھے۔“ (الانعام: 108)

اس آیت کو سمجھنے کے لیے حدیث کو دیکھنا پڑے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدترین آدمی وہ ہے جو اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ صحابہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ کو کون گالیاں دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہے وہ پلٹ کراس کے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہے۔ لہذا اپنے ماں باپ کو گالی دلوانے میں قصور اس کا ہوا۔ اس کا مطلب ہے کہ بتوں کا غلط ہونا بالکل واضح ہے لیکن ان کو غلط کہنے کا انداز اشتعال انگلیزی والا نہ ہو ورنہ وہ معبد برق کو بر اجلا کہیں گے۔ بہر حال تنقید کرنا ہر کسی کا حق ہے لیکن وہ تنقید مناسب الفاظ اور دلائل کی بنیاد پر ہوئی چاہیے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جو لوگ پبلک فگر ہوں ان کے معاملات پبلک میں سامنے آتے ہیں لیکن اس میں بھی مقصود یہ ہو کہ ان کے شر سے لوگوں کو بچایا جائے صرف ان کے خلاف بھڑاس نکالنا مقصود نہ ہو۔ حقوق العباد کا معاملہ بڑا حساس ہے۔ آخرت میں اس کے بد لے میں نیکیاں لی جائیں گی۔ امام ابوحنیفہؓ کے بارے میں کسی نے کہا وہ بہت کنجوس ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ اتنے بڑے امام کے بارے میں اتنا بڑا الزام لگاتے ہو۔ اس نے کہا: بالکل! کنجوس آدمی ہیں کیونکہ وہ اپنی نیکیاں کسی کو نہیں دیتے یعنی غنیمت نہیں کرتے۔ قیامت کے دن حقوق العباد کے معاملات اعمال کے نتیجے میں سیئل ہوں گے یا تو نیکیاں ادھر جائیں گی یا اگلے کے گناہ ادھر آرہے ہوں گے۔ بہر حال تنقید کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھیں کہ ایمان اور اعمال کی پونچی ضائع نہ ہو جائے اور وقت بھی ضائع نہ ہو۔ یعنی یہ دیکھ بیجی کے تنقید کرنے سے کوئی فائدہ بھی ہو رہا ہے یا نہیں۔ ہم نے ہر دوسری میں حکمرانوں کو نصیح و خیرخواہی کا حق ادا کرتے ہوئے دین کی دعوت پیش کی۔ کیونکہ ہم داعی دین بھی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے امتی ہونے کے ناطے دین کی دعوت دینا ہمارا فرض ہے۔ ہمیں تہائی میں بیٹھ کر سوچنا چاہیے کہ کتنی مرتبہ ہم نے حکمرانوں پر تنقید کی اور کتنی دفعہ ہم نے ان کو دین کی دعوت پیش کی۔

سوال: لوگوں میں رجحان عام ہے کہ اگر کوئی کسی کے حق

کورونے کے تین درجات اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں جو شخص برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ (طااقت) سے بدلتے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے (منع کرے) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے (برا جانے)، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“ (صحیح مسلم) زبان سے مراد یہ ہے کہ آج جتنا میدیا اور دیگر ذریعے موجود ہیں یہ سب اپنے مافی الصمیر کو پہنچانے کے لیے دستیاب ہیں۔ جہاں تک باللسان منکرات کو ختم کرنے کی کوششیں ہیں وہ تنظیم اسلامی کا خاصہ ہے جو اللہ کا شکر ہے۔ سود کے خلاف جدوجہد بھی اس منکر کے خاتمے کی کوشش تھی۔ اسی طرح بے حیائی کے خاتمے کے لیے بھی، ہم نے عدالتی کارروائی کے ذریعے کوششیں کی ہیں۔ قوت نافذہ یعنی ہاتھ سے بدلنے کا اختیار حکومت کے پاس ہے، وہ ہمارے پاس نہیں ہے البتہ باقی کوشش ہم نے کی ہے۔ اس ملک کو قائم ہوئے 75 برس ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک یہاں اسلامی نظام نہیں قائم نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارا دیانتداری کے ساتھ تحریز یہ ہے کہ ہمارا انتخابی سیاست کا فرسودہ نظام اس میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس انتخابی سیاست سے چہرے ہی بد لیں گے نظام کبھی نہیں بدلتے گا اور نظام انقلابی راستے سے ہی بدلتے گا اور اس کے لیے طریقہ کار اصلًا منبع انقلاب نبوی ﷺ سے حاصل کرنا ہوگا۔ بانی تنظیم اسلامی کے دروس منبع انقلاب نبوی کے حوالے سے تفصیلی بھی ہیں اور ایک اس کا خلاصہ بھی موجود ہے یعنی رسول ﷺ کا انقلاب ﷺ کا طریقہ انقلاب۔ اس کا مطالعہ یا سن لینا مفید ہوگا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انقلابی راستے کے ذریعے ہی نظام بدلا جا سکتا ہے لیکن اس انقلابی راستے پر آنے کے لیے وقت درکار ہے۔ کیونکہ یہاں ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو دین اسلام کو صرف عبادات (جمعہ کی نماز، پنج وقتہ نماز اور ماہ رمضان کے روزے وغیرہ) تک محدود کیے ہوئے ہے۔ ہم اس معاشرے میں محنت کر رہے ہیں جہاں لوگوں کو پتا ہے کہ نماز ادا کرنا فرض ہے مگر ہماری اکثریت پنج وقتہ نماز ادا نہیں کرتی۔ یعنی جس فرض کو مانتے ہیں کہ ادا کرنا ضروری ہے اس کو ادا نہیں کر رہے تو جس کوفرض مانتے ہی نہیں، جس کا نہیں پتا ہی نہیں کہ غلبہ دین، اقامت دین، تکبیر رب، نماز دین کی کوشش بھی ہر مسلمان کا فریضہ ہے ایسے

قائم تھی اور پاکستان کی حکومت نے اس کو تسلیم کیا تھا۔ اس دفعہ بھی طالبان کو اقتدار عطا ہو گیا اللہ کے فضل و کرم سے ہماری ہمدردیاں اور دعا نہیں ان کے ساتھ ہیں۔ اس سے پہلے ہم نے ان کے لیے آواز بلند کرنے کی کوشش کی۔

البتہ بہت بڑا سوال یہ ہے کہ ہماری سابقہ حکومت نے بھی اور موجودہ حکومت نے بھی ابھی تسلیم نہیں کیا۔ صرف اوآئی سی کا اجلاس بلا لیا لیکن ہمیں ہمت نہیں ہوئی کہ افغان حکومت کو تسلیم کرنے کی بات کو ایجاد کرنے کی ڈسکشن میں لا سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ امت مسلمہ نے بڑی بے وفائی کا معاملہ کیا ہے۔ اگر امت مسلمہ کے 57 ممالک تعاون نہیں کر رہے تو پاکستان کی ذمہ داری بنتی ہے۔ کیونکہ ہم نے افغانستان کی اسلامی حکومت کے خاتمے کے لیے امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی کا کردار ادا کیا تھا۔ اس ظلم کے ازالے کے طور پر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں سب سے پہلے آگے بڑھ کر ان کو تسلیم کرنا چاہیے۔ بانی تنظیم اسلامی احادیث کی روشنی میں مستقبل میں عالمی خلافت کی بات کرتے تھے۔ کچھ احادیث کا حاصل یہ ہے کہ خراسان کے علاقے سے فوجوں نے نکنا ہے جو حضرت مہدی کی نصرت کریں گی۔ نبی اکرم ﷺ کے دور میں خراسان کا علاقہ افغانستان، پاکستان کے شمالی علاقہ جات اور ایران کے کچھ حصوں پر مشتمل تھا۔ اگر خراسان کے علاقے کی فوجیں حضرت مہدی کی مدد کریں گی تو اس سے پہلے یہاں پر اسلامی حکومت قائم ہوگی۔ طالبان کو بیس سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد حکومت ملی جو اللہ پر توکل کا نتیجہ ہے، اللہ کی نصرت ان کو عطا ہوئی اور پچاس ملکوں کی نیکنالوگی بہرحال ناکام ہو گئی۔ یقیناً ان کے لیے مزید مشکلات ہیں لیکن اللہ آسمانی فرمائے گا۔ بہرحال مستقبل کے منظر نامے کو سامنے رکھیں تو پاکستان اور افغانستان کا ایک فطری اتحاد بنے گا۔ طالبان نے اسلامی شریعت کا آغاز کر دیا۔ ہم نے ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا ہذا یہاں شریعت کا نفاذ ہماری پہلی ترجیح ہوئی چاہیے۔

سوال: پاکستان میں اجتماعی سطح پر منکرات پھیل چکے ہیں جن کا حل صرف اسلامی نظام ہے۔ تنظیم اسلامی ایک انقلابی جماعت ہے وہ اسلام کے نظام کو قائم کرنے کے مرحلے پر کیوں نہیں پہنچی؟

جواب: منکرات کے خاتمے کی کوشش ہمارا دینی فریضہ ہے اور امت مسلمہ اسی کام کے لیے کھڑی کی گئی۔ منکرات

دوسرے علماء نے بھی کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ بعض لوگوں نے انفرادی طور پر بھی اس کیس میں جدوجہد کی ہے، ان میں کچھ چارڑا کا ملٹیٹس ہیں، کچھ وکلاء ہیں اور کچھ بینکرز بھی ہیں۔ ہم سب کے لیے دعا گوہیں کہ جن جن لوگوں نے اس کام میں حصہ ڈالا اللہ تعالیٰ ان کو جزاۓ خیر عطا فرمائے۔ البتہ آگے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے جس میں حکمرانوں کی ول پاور کا بہت اہم کردار ہو گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ حکومت کے لیے بڑا موقع ہے۔ نواز شریف اور شہباز شریف ماضی میں اپنے والد محترم کے ساتھ بانی تنظیم اسلامی کے پاس تشریف لاتے تھے اور ان سے سود کے خاتمے کے وعدے کرتے تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ وعدہ وفا کرلو۔ اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنک ختم کر دیں تو اللہ تعالیٰ کی حمتیں اور برکتیں بھی آئیں گی۔ ہم کہتے ہیں کہ جو بھی حکمران شریعت کو نافذ کر دے اسے 22 کروڑ عوام کی دعا میں ملیں گے اور ان کی آخرت سنور جائے گی۔ اس کے لیے ہم کوشش کرتے رہیں گے کہ علماء اور دینی جماعتوں سے بھی گزارش کریں گے کہ وہ بھی اس ضرورت کو اجاگر کریں کہ اب اس فیصلے پر عمل درآمد کی طرف پیش قدمی ہونی چاہیے۔

سوال: کیا موجودہ امیر تنظیم اسلامی وزیر اعظم شہباز شریف سے رابطہ کریں گے اور ان کو اپنے پرانے وعدے یادداہیں گے کہ وہ ان کو پورا کریں؟

جواب: اس حوالے سے دو پہلو ہیں۔ ایک ہے وزیر اعظم سے بالمشافہ ملاقات کا معاملہ۔ دوسرا ہے وعدوں کی یادداہی کا معاملہ۔ دوسرا پہلو آسان ہے وعدوں کی یادداہی کے کئی ذرائع ہو سکتے ہیں۔ بانی تنظیم اسلامی خطاب جمعہ کر دیا کرتے تھے اور کیسٹ بھیج دیتے تھے یا اخبار میں اشتہار دے دیتے تھے۔ ہم یہ ذرائع تو فوری استعمال کرنے کی کوشش کریں گے۔ البتہ بالمشافہ ملاقات وزیر اعظم سے ہو جائے تو لازمی ہم ان کو صحیح و خیرخواہی کے جذبے کے ساتھ یادداہی کروائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان الدین انصاریہ کے مصدقہ، ہم اس فریضے کو انجام دینے کی کوشش ضرور کریں گے۔ ان شاء اللہ!

سوال: افغانستان میں طالبان کی حکومت کے ساتھ تنظیم اسلامی کیا معاونت کر رہی ہے؟

جواب: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دور میں ملکی موجود تھے اور افغانستان میں ان کی امارت اسلامیہ

بھی ہمارا مشورہ ہوتا ہے کہ گھروں کو اعتماد میں لیں۔ ہو سکتا ہے نوجوان تقویٰ کی وجہ سے اللہ کے قریب ہوں اور گھروں لے دور ہوں گویا ابھی مزید محنت کی ضرورت ہو تا کہ بعد میں حالات خراب نہ ہو کہ بندہ کو غلط طرف نہ لے جائیں۔ بہر حال ہماری گزارش یہی ہے کہ والدین کو اعتماد میں لیں اور کسی اجتماعیت کا حصہ بن کر کام شروع کیجیے اور پھر اللہ تعالیٰ سے مانگیے۔ یاد رکھیے کسی اجتماعیت کے ساتھ فل نائم لگ جانا کبھی عملی طور پر بھی مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ دینی اجتماعیت کی اپنی محدود capacity سب کو مالی طور پر سپورٹ نہیں کر سکتے۔ یقیناً لوگوں کے لیے اللہ آسانی فرماتا ہے۔ لیکن جن کے لیے دیگر معاملات ابھی سازگار نہ ہوں تو وہ ایسی سطح پر نہ جائیں کہ ان کو اپنے زیر کفالت لوگوں کو لے کر چلنا مشکل ہو جائے۔

سوال: دیگر دینی جماعتوں کو چھوڑ کر لوگ تنظیم اسلامی میں کیوں شامل ہوں؟

جواب: امت کی میں سیم لائن سے جڑے ہوئے افراد، مکاتب فکر، ممالک اور دینی جماعتوں سب اسلام کے فولڈر میں داخل ہیں۔ مختلف جماعتوں کا ہونا کوئی اسلام اور کفر کا مسئلہ نہ بنالے۔ یہ بہت بڑی غلطی ہوگی اس سے اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ جو کوئی اور جہاں کہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین کے لیے وقت لگا رہا ہے وہ ہمارا بھائی ہے۔ ہمارا دل اس کے لیے وسیع ہونا چاہیے۔ علمی اختلاف رہے گا لیکن دل میں وسعت ہونی چاہیے۔ اس حوالے سے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تحریر ”تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر“، کامطالعہ مفید رہے گا۔ اس میں انہوں نے ہماری دینی اجتماعیت کے تین گوشوں کو بیان کیا ہے۔ ایک ہماری دینی اجتماعیت کے دینی مدارس اور علماء کا طبقہ ہے جو لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ ایک وہ اجتماعی محنت ہے جو قومی سطح پر بھی مسلم یگ نے کی تھی جس کے نتیجے میں پاکستان کا خطہ ہمیں میسر آگیا۔ ایک دینی گوشہ انقلابی ہے جو دین کے نظام کے حوالے سے جدوجہد کر رہا ہے۔ اس کے بعد اکثر صاحب فرماتے ہیں کہ دین کے احیاء کا عمل بہت بسیط اور وسیع عمل ہے جس میں بہت سارے گوشے ہیں اور ان گوشوں میں افراد اور جماعتوں ہی نہیں بلکہ پوری تحریکیں کھپ جائیں گی البتہ یہ کام درجہ بدرجہ آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ اگر اس بسیط عمل

اپنے زیر کفالت لوگوں پر خرچ کرنے کے لیے محنت کرنا بھی ایک دینی تقاضا ہے۔ اس کو بھی پورا کرنا چاہیے۔ ہماری تنظیم میں بھی اور دوسری جماعتوں کے لوگ بھی اسی اصول پر چل رہے ہیں کہ اپنی معاشی جدوجہد کے ساتھ ساتھ دین کے لیے وقت نکال رہے ہیں۔ البتہ کسی کو اللہ جذبہ عطا فرمادے، اس کی ایمانی کیفیت بڑھادے اور وہ سبقت حاصل کرنا چاہیے۔ لوگ تو دنیوی معاملات میں ایکسل کر رہے ہیں کوئی تعلیم میں ایکسل کر رہا، کوئی ٹیکنالوجی میں کر رہا ہے، کوئی ڈبل پی ایچ ڈی کر رہا ہے وہ بھی ماں باپ کو چھوڑ کر مغربی معاشروں میں جا کر رہے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی دین میں ایکسل کرنا چاہتا ہے تو یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اگر کسی کی تعلیم مکمل نہیں ہوئی تو وہ پہلے اپنی تعلیم مکمل کرے اور ساتھ ساتھ ہماری اجتماعیت میں جڑیے۔ اجتماعیت کے ساتھ جڑ کر جب ایسا نوجوان وہاں ہر عمر کے لوگوں کو جدوجہد کرتا دیکھے گا تو اس کا حوصلہ بڑھے گا۔ میں ایسے نوجوانوں کو بھی مشورہ دوں گا کہ کسی اجتماعیت کے ساتھ جڑیں گے تو کام کرنا آسان ہو جائے گا۔ لیکن پھر بھی اگر کسی کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے اور وہ فل نائم اس طرف آنا چاہتا ہے تو ہماری گزارش ہوگی کہ وہ اپنے والدین کو آن بورڈ لیں۔ اگر والدین کو سمجھ آجائے کہ ہماری اولاد ہمارے لیے صدقہ جاریہ بنے گی اور اس سے بڑی کوئی انوسمنث نہیں ہو سکتی تو پھر والدین کی سپورٹ پوری ملے گی۔ میں ایسے والدین کو جانتا ہوں جنہوں نے ہاتھ پکڑ کر اپنے بچ کو دینی اداروں یادیں کے داعی یا اساتذہ کے حوالے کیا تاکہ وہ بچہ دین کی خدمت کر سکے۔ نوجوانوں سے میں کہوں گا کہ وہ کسی کو underestimate کریں۔ ہم اللہ سے چھوٹا underestimating کریں۔ مانگتے ہیں بڑا نہیں مانگتے حالانکہ وہ علی کل شی قدر ہے۔ کبھی ہم سمجھتے ہیں کہ میں فلاں کو دین کی دعوت دوں گا وہ تو نے گا ہی نہیں حالانکہ ایسے ایسے لوگوں نے اس دعوت کو سن کر زندگی بدل دی کہ ان کو دیکھ کر ہمیں رشک آتا ہے۔ ایک بیٹا یہ سمجھتا ہو گا کہ میری بات اماں، اباں نہیں مانی لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ سے دعا مانگ کر والدین سے بات کرے اور اللہ اس کے والد کے دل میں ڈال دے۔ اسی طرح شادی کا ایشو بھی ہے کسی کے بیوی بچے بھی ہوتے ہیں اور وہ فل نائم دین کی خدمت کا سوچ رہا ہوتا ہے وہاں

معاشرے سے یہ منوانا کہ اقیسوں والدین کا ترجمہ ہے دین کو قائم (کرنے کی کوشش) کرو، دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرؤی کافی مشکل کام ہے اور بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ پھر اس کے سمجھنے والوں کو ایک منظم جماعت بنانا اور پھر ان کو تربیت کے مراحل سے گزارنا اور وقت آنے پر نظام باطل کو چیخ کرنے کے لیے کھڑا کرنا، یہ سارے صبر آزماء مراحل ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان مراحل سے گزرنے کے لیے قوم ابھی تیار نظر نہیں آتی لیکن ہمارا کام اپنی جدوجہد کرنا اور اپنا حصہ ڈالنا ہے جو ہم کر رہے ہیں۔ اللہ کی مشیت میں نظام کا بدلتا کب ممکن ہے، یہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن مجھے اپنی فکر ہے کہ میں اگر آج انتقال کر جاؤں تو میں اللہ کو کیا جواب دوں گا۔ اس لیے اس محنت میں لگنا ہمارے ذمے ہے جو ہم تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے مستقل کر رہے ہیں۔

سوال: اگر کوئی کم عمر نوجوان دین کی خدمت کرنا چاہے تو کیا اسے والدین کی اجازت لینا ضروری ہے؟

جواب: یہ 23 برس کے نوجوان کا سوال ہے اگر اس عمر میں اس کی یہ سوچ بھی ہے تو ہمیں اس کو appriicate کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سات قسم کے لوگ قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے تلے ہوں گے ان میں ایک وہ نوجوان بھی ہو گا جس کی جوانی کی عمر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزری ہو گی۔ بڑھاپے میں اللہ یاد آ جاتا ہے لیکن نوجوانی کی عمر میں جس میں بڑے جذبات ہوتے ہیں، opportunities ہمیں ہوتی ہیں اس عمر میں اگر کوئی یہ سوال کرے تو اس کی تعریف کرنی چاہیے۔ بعض مرتبہ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر میں فل نائم اپنے آپ کو دین کے نام پر وقف نہیں کروں گا تو میں دین کا کام نہیں کر سکتا۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ بہت سارے لوگ ہیں جو اپنی معاش کی محنت بھی کر رہے ہیں کیونکہ وہ بھی ایک فریضہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”رزق حلال کمانا فرض ہے دیگر فرائض کے بعد۔“

تو اس فرض میں کمی تو ہو سکتی لیکن دیگر فرائض چھوڑنے نہیں جاسکتے۔ دیگر فرائض میں خود اللہ کی بندگی کی مستقل کوشش کرنا، دوسروں کو بندگی کی دعوت دینا اور بندگی والے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا شامل ہے۔ اب اگر لوگ معاش کی محنت میں لگے ہوئے ہیں تو یہ مسئلہ نہیں ہے کیونکہ

کے لیے جوش اور جذبہ کے بارے میں کوئی دورائے نہیں۔ اس پہلو سے ہمیں ان سے کچھ سیکھنا چاہیے۔ پھر ان کے جذبات، ان کی محنت، ان کی قربانیوں کے بارے میں کوئی دورائے نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شہداء کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ البتہ جب وہ انتخابی سیاست میں آئے اور ان کو کامیابی بھی ملی لیکن پھر صدر مری کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ دنیا کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ ہماری سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ انتخابی سیاست کے راستے سے ہم نظام کو چلاتو سکتے ہیں لیکن بد نہیں سکتے۔ جب تک ہم انتخابی سیاست کے راستے کو ترک نہیں کریں گے، ہم صحیح معنوں میں نظام کی تبدیلی کی طرف بڑھ نہیں سکیں گے۔ نظام جب بھی بد لے گا وہ انقلابی راستے کے ذریعے ہی بد لے گا۔ انتخابی سیاست میں ہمیں اکثریت کے ذریعے آنا پڑتا ہے، انقلاب کبھی اکثریت سے نہیں آیا بلکہ وہ اقلیت کے ذریعے سے آیا لیکن وہ منظم اقلیت ہوتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا برپا کردہ انقلاب سب سے بہترین ہے۔ ہم اسی کو سامنے رکھ کر انقلابی راستے کو ہی تجویز کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اخوان سے ہمیں دوڑے سبق لینے چاہئیں ایک ان کے جوش و جذبہ اور قربانیوں کے اعتبار سے، دوسرا یہ کہ انتخابی سیاست کا راستہ مسلم معاشروں کے اندر موزوں نہیں ہے بلکہ نظام کی تبدیلی کے لیے انقلابی راستہ ہی بہتریں راستہ ہے۔

سوال: تنظیم اسلامی کے بیعت فارم میں اللہ تعالیٰ سے وعدے کیے جاتے ہیں کہ میں ہر اس کام کو چھوڑ دوں گا جو اللہ کو ناپسند ہوگا۔ اگر کوئی اللہ کا ناپسندیدہ کام ہو جائے تو کیا یہ وعدہ خلافی نہیں ہے، اس کا کفارہ کیا ہوگا اور کیا اس قسم کے وعدے تنظیم میں نئے آنے والوں کے لیے بھاری تو نہیں ہیں؟ کیا انہیں بیعت فارم سے نکالنہیں جاسکتا؟

جواب: اس سوال میں تعریفی پہلو یہ ہے کہ بندے کو احساس ہے کہ مجھ سے گناہ ہو جائے تو بڑا غلط کام ہوگا۔ اسی طرح بہت سارے ساتھی پوچھتے ہیں کہ تنظیم میں شامل ہوں گے کیا کرنا ہوگا؟ میں جواب دیتا ہوں کہ کچھ نیا نہیں کرنا ہوگا وہی کرنا ہوگا جو دین اسلام کے تقاضے ہیں۔ کچھ نیا نہیں ہے صرف ایک ڈسپلین کے اندر آدمی آ جاتا ہے۔ جہاں تک اللہ سے وعدہ کا تعلق ہے تو اللہ سے وعدہ تو ہم پہلے کر چکے ہیں۔ جب میں نے کہہ دیا کہ (اشهد ان لا إله إلا الله و اشهد ان محمدًا عبده و

4۔ وہ جماعت اپنے طریقہ کارکوحتی الامکان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کار سے جوڑے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نہونہ ہے“ (الاحزان: 21)

حتی الامکان اس لیے کہ اگر حالات میں کوئی بنیادی نوعیت کی تبدیلی آجائے تو فرق واقع ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کفار تھے ان سے جنگ کرنا تو بتا تھا لیکن ہمارے سامنے اگر مسلمان معاشرے ہیں تو مسلمان کی گردن تو نہیں اڑائی جاسکتی۔

5۔ جس جماعت میں جانا چاہیں تو اس کی قیادت کو دیکھیں۔ ایک ایک فرد کو ٹولیں گے تو بہت مشکلات ہیں۔ کیونکہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھیں تو عبد اللہ بن أبي میکین کی مسلمان تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا۔ البتہ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کر دیا گیا۔ لیکن اس کی بنیاد پر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری جماعت کے اوپر کوئی رائے قائم کریں گے؟ قطعاً نہیں۔ بہر حال یہ پانچ معیارات ہم رکھتے ہیں۔ میں خود ان معیارات کو دیکھ کر تنظیم اسلامی میں شامل ہوا تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے یہی دلائل ہمارے سامنے رکھے۔ آج بھی ہم انہی دلائل کو سامنے رکھ کر اپنی دعوت کی حتی الامکان کو شش کر رہے ہیں۔ کوتا ہیاں تو ہر انسان سے ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال: مصر کی جماعت اخوان المسلمون کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تنظیم اسلامی اس کے تناظر میں کہاں پر ہے؟

جواب: اخوان المسلمون کے لیڈر سید قطبؒ شہید پر عدالت میں مقدمہ چلاتو پہلا سوال تھا کہ تمہارا مولانا مودودی سے کیا تعلق ہے؟ انہوں نے سادہ ساجواب دیا کہ وہ اللہ کا بندہ ہے میں بھی اسی اللہ کا بندہ ہوں، وہ پاکستان میں اللہ کے دین کے لیے محنت کر رہے ہیں اور میں یہاں پر اللہ کے دین کے لیے محنت کر رہا ہوں۔ یہ ہماری وسعت قلبی ہے کہ دین کے خادم چاہے مصر کے ہوں یا کہیں دوسری جگہ کے ہوں ہمارا دل وسیع ہے کہ ان کی محنثیں اللہ کے ہاں ضرور قبول ہوں گی۔ اخوان المسلمون کے بارے میں بانی تنظیم اسلامیؒ فرماتے تھے کہ اخوان کے لوگوں کا تقویٰ، تدبیر، دعوت دین اور غلبہ دین

کو سامنے رکھا جائے تو ان سارے کام کرنے والوں کے بارے میں ہمارے دل میں وسعت پیدا ہوگی۔ ان شاء اللہ! اصل بحث طریقہ کار کی ہے۔ اللہ کے دین کے غلبہ کی جدوجہد کرنے والی بعض جماعتوں کا خیال ہے کہ انتخابی سیاست سے کامیاب ہو کر ہم دین کو نافذ کریں گے۔ بعض کا خیال ہے کہ ہم مسلح بغاوت کی طرف آ جائیں لیکن مسلم معاشروں میں یہ قابل عمل نہیں۔ ایک راستہ پر امن احتجاجی تحریک کا راستہ ہے جس کو ہم بھی پر ہمٹ کرتے ہیں لیکن اس کو منیج انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم جوڑتے ہیں۔ یہاں ہمارا علمی اختلاف رہے گا باوجود اس کے کہ دل میں وسعت بھی ہوگی، وسعت نظری بھی ہوگی لیکن ہم ایک جماعت کو لے کر چل رہے ہیں تو لامالہ ہمارے پاس جواب ہونا چاہیے کہ کیوں آپ کی جماعت الگ ہے۔ دوسری جماعتوں سے ہمارا کہاں اختلاف ہے؟ اس کے لیے ہم پانچ موئے موئے اصول رکھ دیتے ہیں جن کی بنیاد پر کوئی آدمی جماعت میں شامل ہو۔

1۔ ہم جس اجتماعیت میں جانا چاہیں وہ واضح کہے کہ اس کے پیش نظر اس زمین پر اللہ کے دین کے غلبہ کی جدوجہد کرنا ہے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن یہی تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

»لِيَظْهُرَهُ عَلَى الْدِّينِ كُلَّهُ« (الصف: 9) ”تَاكَ غالبَ كَرْدَيْ اسْ كُوبَرَ نَظَامِ زَنْدَگِيْ پَرَ۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی 23 برس کی جدوجہد اس کی گواہ ہے۔ اب ان کے اسوہ کی روشنی میں ہم نے یہ جدوجہد کرنی ہے۔ 2۔ وہ جماعت اپنی دعوت، تربیت، ترقی کے لیے قرآن حکیم کو بنیادی ذریعہ کے طور پر اختیار کرے۔ اس کے لیے قرآن میں بشارت اور انذار (سورہ مریم: 97)، تبلیغ قرآن سے (المائدہ: 67)، تذکیر قرآن سے (ق: 45) کمکی دور کا جہاد قرآن سے (الفرقان: 52) کے اشارات موجود ہیں۔

3۔ وہ جماعت بیعت کی بنیاد پر ہو کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی ہے۔ قرآن پاک میں بیعت رضوان اور خواتین کی بیعت کا ذکر آتا ہے۔ امام نسائی نے سنن النسائی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب اس قسم کی بیعتوں کا ذکر کیا۔ پھر امت میں چودہ صدیوں سے جماعت سازی کا جو طریقہ رہا ہے وہ بیعت والا ہے۔ یہی طریقہ قرآن، سنت، سیرت اور اسلاف کے طرز عمل سے ملتا ہے۔

رسولہ) (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ہمارے محاورے کے اعتبار سے میں اللہ کے سامنے ہینڈز اپ کر چکا کہ تو ہی میرا اللہ ہے، تو میرا مالک ہے، اب سے صرف تیری مرضی چلے گی، تیرا حکم چلے گا، میں تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا ہذاب سے انہی کے اسوہ کی پیروی کروں گا۔ اسی طرح ہم ہنماز کی ہر رکعت میں کہتے ہیں: ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا اور تجھے ہی سے مدد مانگتا ہوں اور مانگتا رہوں گا۔ بہت بڑا وعدہ ہے لیکن روزانہ گڑبڑ بھی کرتے ہیں۔ پھر آئندہ کے اعتبار اس کا مستقبل کا ترجمہ بھی ذہن میں رکھیں کہ تیری عبادت کرتے رہیں گے۔ تو یہ ایک ارادہ ہو جائے گا۔ میں تجویز کروں گا کہ دعاۓ قوت کا ترجمہ بھی پڑھ لیں جہاں سارے وعدے ہی وعدے ہیں۔ بہر حال ہم روزانہ اس وعدے کو دہرا رہے ہیں۔ اب سوال ہے کہ ایک شخص اسلام میں داخل ہو گیا اور وہ گناہ کر بیٹھتا ہے تو کیا وہ اسلام کو چھوڑ دے گا؟ اسلام کو نہیں چھوڑے گا بلکہ اپنی اصلاح کی کوشش کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تمام بني آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو کثرت سے توبہ کرتے ہیں۔“

صرف انبیاء علیہم السلام معصوم تھے۔ اب نبوت ختم ہو گئی، اب ہر بندہ خطا کار ہے۔ لیکن بہترین خطا کار کون ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ ہم اصلًا اللہ سے وعدے کر چکے ہیں لیکن تنظیم میں آنے سے اس کا اظہار امیر کے ہاتھ پر بیعت سے ہوتا ہے۔ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وعدہ تو اللہ سے تھا لیکن اس کا اظہار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے ہوا۔ اس میں اتنی فکر مندی تو پڑور ہوئی چاہیے کہ ہم سے گناہ نہ ہو جائے مگر اتنی امید ضرور ہے کہ اگر خطا ہو جائے تو مالک نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ بیعت فارم سے اگر ہم الفاظ ہٹالیں تو پھر قرآن پاک کی چھ ہزار سے زائد آیات ہیں ان کا کیا کریں گے، کیا اس میں بھی ہمیں کچھ کم کرنا پڑے گا؟ ہرگز نہیں۔ قرآن پورا بیان ہو گا، احادیث پوری بیان ہوں گی، دین کے تقاضے پورے بیان ہوں گے، اجتماعیت کے تقاضے پورے بیان ہوں گے۔ ہم سب مل کر (تو اصوب الحق و تو اصوب بالصر) ایک دوسرے کو حق کی وصیت کریں گے ایک دوسرے کی معاونت کریں گے خطا ہو گی تو توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(۹ تا ۱۷ مئی 2022ء)

پیر، منگل (10، 9 مئی) کومرزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ 09 مئی کو بعد نماز عصر ناظم اعلیٰ کے ہمراہ منظور ٹھیم مرحم کے صاحبزادگان اور برادران سے ان کے دفتر جا کر تعزیت کی۔ بعد نماز مغرب "امیر سے ملاقات" کے پروگرام کی ریکارڈنگ کروائی۔

جمعرات (12 مئی) کومرزی مجلس عاملہ کے خصوصی اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (13 مئی) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن، کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ، اتوار، پیر (14 تا 16 مئی 2022ء) کو حلقہ کراچی جنوبی کا دورہ فرمایا۔

ہفتہ (14 مئی) کو بعد نماز عشاء "رمضان کے بعد زندگی کیسے گزاریں" کے موضوع پر مسجد طیبہ کوئنگی میں مفصل خطاب عام ہوا۔ اس میں 800 کے لگ بھگ حضرات و خواتین نے شرکت کی۔ اس حوالے سے انہوں نے گفتگو فرمائی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا صبر کرنا استقامت اختیار کرنا اپنا احتساب کرتے رہنا انسانوں سے ہمدردی، حرام سے اجتناب تقویٰ اختیار کرنا، رمضان کے تحفہ (قرآن مجید) کی قدر کرنا اور دینی ماعول سے اپنا تعلق برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔

اتوار (15 مئی) کی صحیح ناشتا پر قرآن اکیڈمی ڈینفس میں سربراہ پاک سرزی مین پارٹی، مصطفیٰ کمال صاحب سے تقریباً سو اگھنہ بھر پور ملاقات رہی۔ اس موقع پر نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان اور امیر حلقہ کراچی جنوبی بھی موجود تھے۔ مصطفیٰ کمال صاحب نے اپنی آپ بیتی اور کراچی کے مہاجرین کے مسائل اور PSP کے مقاصد بیان فرمائے۔ جبکہ امیر محترم نے کلمہ کی بنیاد پر بنتے والے ملک پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی مملکت بنانے اور مہاجرین کی اولاد کو ان کے بزرگوں کی قربانیوں اور قیام پاکستان کے مقصد اور اس کی تکمیل کے لیے اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے حوالہ سے اپنا حصہ ڈالنے پر زور دیا۔

08:30 10:45 بجے حلقہ کے تمام ذمہ داران سے نشت ہوئی۔ سوالات کے جوابات دیئے۔ شرکاء کی تعداد تقریباً 90 تھی۔ 11:00 بجے حلقہ کے تمام رفقاء سے ملاقات کی۔ امیر حلقہ نے حلقہ کراچی جنوبی کا تعارف پیش کیا۔ نئے رفقاء کا تعارف کرایا۔ بعد ازاں سوالات کے جوابات دیئے۔ آخر میں بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔

بعد نماز عصر دورہ ترجیہ قرآن کے شرکاء سے ملاقات کی۔ کل 120 حضرات اور 30 خواتین نے شرکت کی۔ اس موقع پر "اجتماعیت کی ضرورت و اہمیت" پر گفتگو کی۔ سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

بعد نماز عشاء آئندہ مساجد اور علماء کرام سے عشا نیہ پر غیر رسمی ملاقات کی۔ اس میں تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے 20 علماء کرام و آئندہ موجود تھے۔ علماء کرام نے اس ملاقات پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آئندہ بھی رابطہ جاری رکھنے کا اظہار فرمایا۔ امیر محترم نے ان کو تنظیم کی کتب کا ہدیہ پیش کیا۔

پیر (16 مئی) کو بعد نماز فجر دارالعلوم مسجد قرطبة کے امام الطاف الرحمن عباسی سے ملاقات کے لیے شریں جناح کالونی تشریف لے گئے۔ ان سے ایک گھنٹہ ملاقات رہی۔ امیر محترم نے موصوف کی علمی کاوشوں کو سراہا۔ موصوف کو بیان القرآن کا سیٹ اور عربی ڈکشنری ہدیت پیش کی گئیں۔ بعد ازاں صحیح 7 بجے الطاف الرحمن عباسی کے بڑے بھائی مولانا عبد اللہ عباسی اور ان کے بڑے بھائی عباد اللہ عباسی سے مسجد صدقیہ کلیفی میں ناشتا پر پونے دو گھنٹے ملاقات کی۔ ان کی مسجد میں دینی پیغامات پر مشتمل جا بجا کتے لگائے گئے تھے۔ مسجد کے مینار پر لگے ہوئے کتبہ پر "ہمارا نصب اعین اقامت دین" کا نامہ کیا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی کتب بدیتا و فدویں۔ امیر محترم کی طرف سے بھی ان کو تنظیم کی کتب پیش کی گئیں۔

سوادس بجے حلقہ کے مشیر خصوصی محترم محمد عبدالخان کی عیادت کے لیے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔

بعد ازاں نماز ظہر دارالعلوم کوئنگی میں تنظیم کے وفد کے ہمراہ مفتی تقی عثمانی مدظلہ سے ان کے دفتر میں تقریباً آدھہ گھنٹہ ملاقات کی۔ امیر محترم نے سود کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کے حالیہ فیصلے پر عملدرآمد، خدشات/اندیشے، دینی جماعتوں اور تنظیم کے کرنے کے کام، پاکستان میں رانجی دیگر غیر اسلامی قوانین کے خلاف عملی اقدامات کے طریق کار، موجودہ سیاسی بحران اور اس حوالے سے ہماری ذمہ داری اور دیگر موضوعات پر گفتگو کی۔ مفتی صاحب نے بہت مشفقاتہ انداز میں مشوروں سے نوازا۔ ملکی حالات کے حوالے سے مشورہ پر انہوں نے فرمایا کہ دونوں فریقین کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ زبان کا لاحاظہ رکھیں، اس کو کفر و اسلام کی جنگ نہ بنائیں۔ ان سے درخواست کی گئی کہ آپ کی طرف سے یہ بات آجائے تو بہتر ہوگا، اس کا وزن ہوگا۔ انہوں نے اس تجویز سے اتفاق فرمایا۔

انہیں بتایا گیا کہ ہم مختلف شرعی معاملات میں عدالتی کا روائی کرتے ہیں، ان میں شرعی رہنمائی کے لیے آپ کی تائید درکار ہوگی۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کا تعاون رہے گا۔ یہ بھی درخواست کی کہ خطابات جمعہ میں آپ کے زیر اثر حلقوں سے آواز آئی چاہیے۔

انہوں نے فرمایا کہ اس کو دیکھیں گے۔ امیر محترم نے مفتی صاحب کو عطر اور کتب کا تخفہ پیش کیا جو انہوں نے مخوش قبول فرمایا۔ منگل (17 مئی) کو اسلام آباد میں عمران خان سے تنظیمی وفد کے ہمراہ ملاقات کی۔ اس کے علاوہ معمول کی مصروفیات رہیں۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

نبی کریم ﷺ کی تحلیل مزاجی

ڈاکٹر محمد سعد صدیقی

کی اور کفار نے مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا جال و سچ کرتے ہوئے نجاشی کے پاس جا پہنچے اور اس کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا مگر حضرت جعفر بن طیار رضی اللہ عنہ کی مدبرانہ گفتگو نے سب چالا کیوں کونا کام بنا دیا۔

ایک بدھی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا اور کہنے لگا۔ ”اے محمد! میرا حق مجھے دیجیے۔ میرے دو اونٹوں کو لودا دیجیے، چاہے اپنی دولت سے اور چاہے اپنے باپ کی دولت سے۔ اس گستاخی پر کسی رو عمل کا اظہار کرنے کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ جو چاہتا ہے، اسے دے دو۔“

حضرت زید بن سنان رضی اللہ عنہ نے اپنے قبول اسلام سے قبل کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ رقم مجھے سے لی ہوئی تھی، میں مدت معیاد ختم ہونے سے پہلے جا پہنچا اور تو ہیں آمیز لمحے میں کہنے لگا۔ ”بنو ابو مطلب قرض لوٹاتے وقت ہمیشہ بہانے تراشتے ہیں۔“ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے سے بے تاب ہو گئے اور مجھے للاکارا۔ ”اوڈمن خدا! گستاخی کرتا ہے۔ اگر ہم میں اور یہود میں معاہدہ نہ ہوا ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ ذرا اپنے لمحے پر غور کر۔“ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متبسم انداز میں فرمایا: ”اے عمر! اس آدمی کا قرض ادا کر دو اور اس سے سخت کلام کرنے کے عوض بیس صارع زیادہ دینا۔“

ان تمام حالات و واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ نزم گفتگو، صبر اور تحلیل مزاجی نے اسلام کی اشاعت میں بنیادی کردار ادا کیا، ہر چیز کو جذباتی انداز میں کرنے کے بجائے سوچ سمجھ کر دیر پافائدے کو سامنے رکھتے ہوئے کیے جانے والے فیصلوں کے ثابت اور مضبوط اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف خود تحلیل مزاجی کا مظاہرہ کیا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی تحلیل مزاجی کا سبق دیتے ہوئے ان کے غصے کے بد لے زائد رقم ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

لوگوں کی باہمی کش مکش اور افترافری کو دیکھتے ہوئے لگتا ہے کہ وہی ظلم و بر بریت کا دور پھر سے لوٹ آیا ہے۔ ہر انسان پہلے مفتی بتتا ہے، پھر قاضی بن کر فیصلہ کرتا ہے اور ساتھ ہی جلا دبن کر اپنے اس فیصلے پر عمل درآمد کرتے ہوئے مدد مقابل کو ذبح کر دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نچاہو کرنے والے صحابہؓ کے سامنے گستاخیاں ہو سکیں لیکن صحابہؓ ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے کے منتظر ہے،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ صلح حدیبیہ کا موقع آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کا بھی خیال تھا کہ ہم سچ ہیں اس لیے ہم ذر کے پیچھے نہیں ہٹیں گے بلکہ عمرہ کر کے ہی جائیں گے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی تمام شرائط تسلیم کرتے ہوئے واپسی کا حکم فرمایا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر تحلیل مزاجی کے معاشر، معاشرتی اور سیاسی فوائد حاصل ہوئے۔ اس تھوڑے عرصہ میں مسلمانوں کی تجارتی سرگرمیاں محفوظ راستوں سے بڑھ گئیں، عالمی سطح پر مسلمانوں کے صلح پسند ہونے کا چرچا ہوا۔ مدینہ میں رہنے والے غیر مسلموں کے کفار مکہ کو بھڑکا کر اپنے ساتھ ملاتے ہوئے اسلامی ریاست کو ختم کرنے کے ناپاک عزائم چکنا چور ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندرونی و بیرونی سازشوں سے بے فکر ہو کر دعوت کے سلسلہ کو عالمی سطح پر فروغ دیا۔ اسلام پھلا پھولا، کفار بے کار ہوتے گئے اور فتح مکہ کی خوشخبری آگئی۔ اس پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلہ لینے کے بجائے سرداران مکہ کو اعزاز و اکرام بخشنے ہوئے ان کے گھر میں چلے جانے والوں کو مامون قرار دیا۔

اس مسلسل صبر اور تحلیل مزاجی نے اسلام کو معاشر، معاشرتی اور سیاسی بنیادوں پر مضبوط کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست کی بنیاد کو مضبوط کر دیا جس کے نتیجے میں خلفاء راشدین کے دور میں یہ ریاست نصف دنیا سے تجاوز کر گئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی تحلیل مزاجی سے گزری۔ کبھی جذباتی فیصلہ نہ کیا۔ ایسے ہی شمع رسالت کے پروانوں نے بھی ہر طرح کی تکالیف صبر کے ساتھ برداشت کیں اور طاقت آنے کے بعد بھی حالات کا مقابلہ تحلیل مزاجی کے ساتھ کیا۔

ابتداء اسلام میں مسلمانوں نے جوش میں بھرت

تمام تعریفیں اس بابرکت ذات کے لیے ہیں جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری دنیا کے لیے نمونہ بنانے کر بھیجا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے ہر طرف اندھیرے چھائے ہوئے تھے، افترافری کا دور دورہ تھا، لوگ ایک دوسرے کو مارنے پر تلے رہتے تھے۔ اس شدید ظلمت کے دور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے ہر طرح اندھیرے اجالوں میں بدلنا شروع ہو گئے۔ آپ کے کریمانہ اخلاق، صدق ووفا، بردباری، تدبر و حکمت بھری شخصیت لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتی تھی۔ اعلان نبوت سے پہلے جب حجر اسود رکھنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سامنے آیا تو سب نے آپؐ کی امانت و دیانت اور صداقت و حکمت کا بر ملا اظہار کرتے ہوئے آپؐ پر مکمل اعتقاد کا اظہار کیا اور پھر آپؐ نے اپنے حکمت بھرے طریقے سے تمام سرداروں کو اس نیک کام میں شامل کر کے امن و اجتماعیت کے پیامبر ہونے کا عملی مظاہرہ کیا۔ بدقتی سے یہی دیوانے اعلان نبوت کے بعد آپؐ کے دشمن ہو گئے، لیکن پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمی دور زندگی میں انہائی صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے گالیوں پتھروں، دل آزاری کا جواب دعاۓ، نزم انداز گفتگو، ہمدردی اور غم گساری سے دیا۔ یہاں تک کہ جو عورت روزانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر کوڑا ڈالتی تھی، اس کی عیادت کرنے کے لیے پہنچ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہمدردی سے متاثر ہو کر وہ عورت مسلمان ہو گئی۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے فرماتی ہیں کہ حالات جتنے بھی غصہ دلانے والے ہی کیوں نہ ہوں مگر میں نے پوری عمر یہی دیکھا کہ ہر کیفیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو و درگز را اور بردباری کا اظہار فرمایا۔ تمام تر تکلیفوں کے باوجود اللہ سے عرض گزار ہوتے: ((اللَّهُمَّ احْدِ قَوْمٍ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ)) ”باری تعالیٰ میری قوم کو ہدایت دے یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔“

مکتبۃ القرآن (قرآن کالج) لاہور

ذاق المدارس سے الحاق شدہ

یافتی: ڈاکٹر راجحہ

191۔ اتنا ترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

”تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھیں اور دوسروں کو قرآن سکھائیں۔“ (حدیث بنوی)

تبدیلی تاریخ داخلہ ثبیث

داخلہ برائے درجہ اولیٰ (درس نظامی) و جماعت نہم رائیف اے

لانگ مارچ اور دھرنا کی وجہ سے حکومت نے 25 مئی 2022ء کو سٹرکیں اور راستے بند کر دئے تھے۔ جس کی وجہ سے بیرون لاہور سے آنے والے بے شمار طلباء داخلہ ثبیث کے لیے کلیہ القرآن نہ پہنچ سکے۔ اب داخلہ ثبیث کی نئی تاریخ 06 جون 2022ء بروز سموار صبح 08:00 بجے مقرر کی گئی ہے۔ لہذا داخلہ کے خواہش مند طلباء اس ثبیث میں شرکت کر سکتے ہیں۔

نوٹ: ☆ اس سال میٹرک کا امتحان دینے والے طلباء رزلٹ کا انتظار کیے بغیر داخلہ لے سکتے ہیں۔

☆ داخلہ ثبیث کی مقررہ تاریخ سے پہلے آنے والے طلباء کو داخلہ ثبیث کی تیاری کروائی جائے گی۔

المعلن

برائے معلومات

دفتری اوقات کے دوران 042-35833637 حافظ عاطف وحید، نہم

دفتری اوقات کے بعد 0301-4882395 ریاض اسماعیل، پرنسپل

تنظيم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

غلبة و اقامۃ دین کی جدوجہد کا حمدی خواں

ماہنامہ میتھاق لاہور ڈاکٹر راجحہ

مشمولات

ادارہ

☆ امریکہ کی غلامی اور فتنہ دجال

عاطف محمود

☆ عشرہ ذوالحجہ: فضائل و اعمال

اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت "پاکستان" کی ناشکری

خورشید انجم

☆ قرآن مجید سے بعد اور بیگانگی کے اسباب

پروفیسر یوسف سلیم چشتی

☆ عمر سیدہ مسلمان

پروفیسر محمد یونس جنوجوہ

☆ تفسیر کارنقاء

پروفیسر حافظ محمد قاسم رضوان

مکتبہ خدام

القرآن لاہور

محترم ڈاکٹر راجحہ کا "بیان القرآن" باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ رتعادون (اعوین ملک) 400 روپے

36۔ کے اذن ناذن لاہور

کبھی کسی نے اپنی مرضی کو نبی کریم ﷺ کی مرضی پر ترجیح نہیں دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعدد بار نبی کریم ﷺ سے کچھ لوگوں کے بارے میں اجازت طلب کی کہ یا رسول اللہ ﷺ سے عشق! مجھے اجازت دیں میں اسے قتل کر دوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عشق رسول ﷺ میں بھی اطاعت رسول ﷺ ضروری ہے۔

وطن عزیز میں ایسے متعدد واقعات ہو رہے ہیں کہ لوگ بلا تحقیق اشتعال میں آ کر انسانیت سوز رویہ اختیار کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ سے عشق میں نبی کریم ﷺ کے طرز زندگی کی کھلی خلاف درزی کرتے ہیں۔ حالانکہ عشق رسول ﷺ کا سب سے پہلا تقاضا اطاعت رسول ﷺ ہے مگر عجیب بات ہے کہ لوگ عشق رسول ﷺ میں اطاعت رسول ﷺ بھول جاتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کو توانتے ہیں مگر ان کی تعلیمات اور عمل سے بہت دور رہتے ہیں۔ جید علماء کرام کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ علی الاعلان درست مؤقف کی وضاحت کریں تاکہ غیر اسلامی رویوں کی مذمت اور نیخ کنی ہو سکے۔

الذریعہ العزت سے دعا ہے کہ ہمیں اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین ﷺ

ضرورت رشته

☆ لڑکا، عمر 36 سال، قد 5.8، تعلیم بی کام، سعودی عرب میں ملازمت، عقد ثانی (سابقہ بیوی سے 4 سال کی بیٹی) کے لیے صوم و صلوٰۃ کی پابند، خوبصورت اور نیک سیرت اور تعلیم یافہ لڑکی کا رشته درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-2127097

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 29 سال، تعلیم سافٹ ویرنجینر کے لیے لاہور سے دینی مزاج کی حامل، تعلیم یافتہ، ہم پلہ، 24 سال تک کی لڑکی کا رشته درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4366797

☆ راولپنڈی میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 29 سال کے لیے دینی مزاج کے حامل، برس روز گارڈر کے کارشنہ درکار ہے۔ راولپنڈی اور گرد و نواح کے رہائش قابل ترجیح۔

برائے رابطہ: 0333-5325418

0321-9570638

اپنی شناخت

راجیل گوہر

اپنے مفادات کا تحفظ اور ان کی لمحے دار باتوں کے سحر میں گرفتار ہو کر کہیں، ہم اپنا اور اپنی قوم کا مستقبل داؤ پر تو نہیں لگا رہے؟ اگر لیڈر کا انتخاب کرتے وقت یہ سب کچھ بھول کر کسی بھی سنہرے خواب دکھانے والوں کو اپنے اوپر مسلط کر لیں گے تو ہم اپنے آپ کو جیتے جی مار دیں گے۔

ہمارے ملک میں اس وقت مہنگائی آسمانوں کو

چھوڑ رہی ہے۔ ہر شخص پر یشان ہے، عزت دار آدمی کے لیے دو وقت کی روٹی کھانا دو بھر ہو گیا ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو کالے کوسفید اور سفید دھن کو کالا بنانے کے ماہر ہیں، ان کے عیش و عشرت میں تو ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہوئی ہے۔ اس حقیقت سے ہر خاص و عام اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارا ملک ما فیاز کے چنگل میں پوری طرح جبڑا ہوا ہے۔ حکومت اس کے سامنے بے دست و پا ہو چکی ہے، ان ما فیاز کو گھل کھلنے کے وافر موقع حاصل ہیں۔ حکومت کی کرسیوں پر بیٹھے لوگ ان ما فیاز کا حصہ ہیں اور سوائے بیانات دینے اور ما فیاز کے خلاف کارروائیاں کرنے کے دلائل دینے کے علاوہ کچھ نہیں کر پا رہے۔ اغیار کے ہاتھوں بکے ہوئے لوگوں میں اتنی ہمت ہی نہیں رہتی کہ وہ بعد عنوان افراد کے خلاف کوئی ٹھوں قدم اٹھا سکیں۔ کیونکہ ان کے تو اپنے اندر بہت جھوٹ ہوتے ہیں، انہیں اپنی فائیوں کھلنے کا خوف لاحق رہتا ہے، زبان کھولیں تو کیوںکر؟ اس حمام میں تو سارے ہی ننگے ہیں۔

ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ وہی عمل کا رُ عمل ہے۔ ہم یہ بھلا بیٹھے ہیں کہ ہم نے اپنے رب سے ایک وعدہ کیا تھا کہ ہمیں ایک الگ خطہ زمین عطا فرمادے جہاں قرآن و سنت کے مطابق اپنے زندگیوں کو ڈھالیں گے، تیرے دین کو اس زمین پر قائم کریں گے۔ ہم باطل قوتوں سے آزاد ہو کر سکون و راحت سے تیرے اس مقصد کو پورا کریں جس مقصد کے تحت تو نے ہمیں اس دنیا میں بھیجا ہے۔ اس سے پہلے ہم جہاں زندگی گزار رہے تھے وہاں، سیاسی، معاشی اور سماجی ہر لحاظ سے فکر و تردید اور دو قوموں کے دباو کی وجہ سے ہمیں اپنی شناخت کو ہپانا بھی دشوار ہو رہا تھا۔ ہم نے اپنے رب کے سامنے دست سوال دراز کیا، اس کے سامنے اپنا دامن آرزو پھیلایا، رب نے ہمیں مایوس نہیں کیا اور ہمارے دل کی مراد برآئی۔ بلاشبہ جان و مال اور آبرو کی قربانیاں دینا پڑیں۔ یہ

رُ عمل ہے ان کے اپنے برے کرتوتوں کا۔ ارشادر بانی ہے: ”او تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کیسے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے، اور وہ بہت سے کاموں سے درگزر ہی کرتا ہے۔“ (سورہ الشوریٰ) سورہ روم میں ارشاد فرمایا: ”لوگوں نے اپنے ہاتھوں کی جو کمائی، اُس کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیلا، تاکہ جو انہوں نے جو کام کیے ہیں اللہ ان میں سے کچھ کام زانہیں چکھائے، شاید وہ بازا آ جائیں۔“

ہم جو فیصلے کرتے ہیں اس کے اچھے یا بے نتائج ہمارے ساتھ پوری قوم کو بھگتی پڑتے ہیں۔ ملک کا نظم و نقچلانے کے لیے عقل و شعور کو اپنے فکر و عمل میں لائے بغیر مفاد پرست لوگوں کی طرف سے آنکھیں بند کر کے دھوکے بازوں کا انتخاب کر لینا اپنے آپ کو جیتے جی مار دینے کے متراffد ہے۔ جس کا رُ عمل جبر و ظلم، مہنگائی، لوٹ مار، قتل و غارت اور سک سک کر جینے کی شکل میں سامنے آتا ہے اور آرہا ہے۔ حکمران ایک دوسرے پر بہتان طرزیاں کر کے، اپنی ذمہ داریاں دوسروں پر ڈال کر ملک کی کوئی خدمت نہیں کرتے بلکہ حکمرانوں کا یہ طرز عمل نہ صرف ملک کی ترقی اور خوشحالی کے راستے میں رکاوٹیں ڈالتا ہے بلکہ ملک کی بر بادی کی لٹی لٹتی شروع ہو جاتی ہے۔ اور آج ہم سب ایسے ہی گرداں میں پھنس چکے ہیں اور دور دور تک بہتری کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ سوائے بے حس اور شرم و حیا سے عاری اور بے ضیر حکمرانوں کی بے سرو پا باتوں اور جاگتی آنکھوں کے سنہرے خواب کے سوا کچھ نہیں۔

ہم جن لوگوں کا انتخاب کرتے ہیں ان کے بارے میں یہ اطمینان ہونا ضروری ہے کہ وہ ملک و قوم کی فلاح اور اس کی خوشحالی کے لیے کیا واقعی صحیح کردار ادا کر سکیں گے یا جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اور جو وعدے قوم سے کر رہے ہیں اس میں کتنے مخلص ہیں۔ اقرباً پروردی، انسانیت سے عاری کوئی حکمران کسی قوم پر مسلط ہے تو یہ

اس کائنات میں کوئی بھی عمل یا حرکت اچانک یا اتفاقاً قواعِ پذیر نہیں ہوتا ہے بلکہ حادثات، سانحات، وبا نہیں، زلزلے، طوفان، جنگ کی تباہ کاریاں اور فتح و شکست، سب کچھ اللہ کے پاس ایک کتاب یعنی لوح محفوظ میں ابتدائے آفرینش سے ہی لکھا ہوا ہے۔ اور ان سب کی عملی تشکیل اس دنیا میں ہوتی ہے، جس میں کچھ کا اظہار قدرت خداوندی کے تحت ہوتا ہے جو تنکوئی حکمتوں کا لازمی تقاضا ہے۔ جبکہ اکثر دنیوی معاملات میں بنی نوع انسان کے اپنے کرتوتوں شامل ہوتے ہیں۔ جسے وہ قدرت کی طرف سے دی ہوئی اختیار و ارادہ کی آزادی کے بل پر کرتا رہتا ہے۔ ازروئے قرآن حکیم: ”حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلی سرکشی کر رہا ہے، کیونکہ اس نے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھ لیا ہے۔“ (سورہ العلق)

اس حقیقت سے سب واقف ہیں کہ ہر اچھے بے عمل کا رُ عمل ضرور ہوتا ہے، آپ گیند کو جتنی طاقت کے ساتھ دیوار پر ماریں گے وہ اتنی طاقت کے ساتھ آپ کی طرف واپس آئے گی۔ یہ عمل کا رُ عمل ہوتا ہے۔ اگر آپ چاہیں کہ آپ کسی بلندی سے چھلانگ لگادیں اور محفوظ رہیں، دہنی ہوئی آگ میں جا گھسیں اور وہ آپ کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے تو یہ آپ کے دماغ کا خلل تو ہو سکتا ہے، عقلمندی کی علامت نہیں۔

یہ کائنات طبیعی اصول و ضوابط کے تحت چل رہی ہے، اس لیے جب بھی ان اصولوں اور ضابطوں کو توڑا جائے گا تو نتیجہ ہلاکت و بر بادی ہی نکلے گا۔ چنانچہ انسان کے مادی وسائل کے حصول میں جب بھی کوئی رکاوٹیں، مسائل، مقتدر طبقات کی طرف سے ظلم و زیادتی سامنے آتی ہے، اس میں یقیناً ان لوگوں کا بھی بہت بڑا کردار ہوتا ہے جو اس ظلم و ستم کا شکار ہو رہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر عمل کا رُ عمل فطرت کا تقاضا ہے۔ اگر ظالم، بے حس اور جوہر انسانیت سے عاری کوئی حکمران کسی قوم پر مسلط ہے تو یہ

The Biggest Company in the World and Its Social Engineering Agenda

Yet another rising star in the world of ridiculously wealthy corporations and elite organizations trying to rule the world and reshape society is BlackRock. BlackRock burnished its reputation as the world's largest asset manager last year when it revealed in its Q4 earnings reports that its assets under management had finally topped \$10 trillion, marking a new world record for a publicly-traded asset manager. That amount – \$10 trillion – is staggeringly huge. In fact, it's almost half of the US's GDP.

The company, run by Jewish oligarch Larry Fink, has become so big that people who understand the economic world have made some pretty big claims about the company and its CEO, including placing Fink at the hub of the wheel of American capitalism. This wealth was accumulated not just through its business of investment management, but also due to the special privilege it receives at the hands of the US government in the form of hefty rewards such as government contracts. Today, through an array of government contracts, BlackRock has effectively become the leading manager of Washington's bailout of Wall Street. "It's like the Blackwater of finance, almost a shadow government," says one senior bank executive, referring to the mountain of government contracts awarded to the firm.

Despite such a status, the general public knows little to nothing about it. The name BlackRock doesn't ring the same bells that Amazon or Tesla would, just like the name Fink doesn't ring the same bells as Bezos or Musk. This is because their rise to power was mostly done in secret, through hidden meetings and shady deals behind closed doors. "He's like the Wizard of

Oz," another source says, "The man behind the curtain."

BlackRock is a major shareholder of companies like Apple, Microsoft, Google, Meta, and Amazon – the companies that constitute Big Tech. These companies are responsible for what essentially makes up Western-backed social media today. Most online communication is done through these media platforms. Most information is acquired through these platforms. BlackRock also owns several news sites; eighteen percent of Fox, sixteen percent of CBS (Sixty Minutes fame), thirteen percent of Comcast (which owns NBC, MSNBC, CNBC, and the Sky media group), twelve percent of CNN, twelve percent of Disney (which owns ABC and FiveThirtyEight); between ten and fourteen percent of Gannett, which owns more than 250 Gannett daily newspapers plus USA Today, a large unspecified chunk of Graham Media Group, which owns Slate and Foreign Policy, along with major shareholding in media around the world. Mainstream media and social network platforms are the biggest and most central source of the planet's (dis)information. We learn what happens in the world through these mediums. Public perception is shaped through them. The collective and toxic liberal, atheist and feminist hivemind that can be seen in online spaces today was birthed by the psychological priming on these platforms. BlackRock also owns shares in both Disney and Netflix. We all know about the insane level of influence that the entertainment industry has had on both children and adults alike, who heavily consume such content

promoting all kinds of woke, liberal, feminist, satanic, and LGBTQ+ ideologies and tropes. BlackRock also possesses shares in many healthcare companies. Healthcare companies such as Pfizer and Moderna... The same company that invests in so many healthcare companies such as Moderna also has shares in McDonald's... BlackRock has also pooled its unending hoard of money into Chinese CCP, Israeli IDF and Indian owned surveillance companies that invent technologies used in the tracking and capturing our oppressed Uyghur, Palestinian and Kashmiri Muslim brothers and sisters. The list goes on...

BlackRock has a declared policy of "influencing society". Laurence D. Fink, the Jewish founder and chief executive of the investment firm BlackRock has made it clear on more than one occasions that BlackRock will "serve an important social purpose" in "both public and private" domains. It will "finance and influence issues like gay rights, Jewish rights, universal equality of women and freedom of expression and speech".

Meanwhile, we as Muslims need to be aware of these enemies, who now attack us from every side. If not physically like in places such as Palestine and Kashmir, then spiritually and ideologically, thrusting us into the pits of a modern lifestyle until we are hooked on their entertainment and fast food, making sure we drink information only through their biased straws. These enemies want to keep the upcoming generation of Muslims in the modern world as far away from Islam as possible, and as close to liberalism, atheism and feminism as possible. Muslims need to battle this lifestyle and ensure that true Islam is preserved for generations to come. And the first step is to spread awareness of these imminent dangers.

The Nida-e-Khilafat Team

فطرت کا تقاضا کہ کچھ پانے لیے کچھ کھونا تو پڑتا ہے۔ کامیابی ناکامیوں کی کوکھ سے ہی جنم لیتے ہے، بازی جیتنے کے لیے کبھی ہارنا بھی پڑ جاتا ہے۔ لیکن جذبہ اگر صادق ہو تو کامیابی تمام ناکامیوں پر پانی پھیر دیتی ہے۔ اور فتح کا پرچم ہمراکر ہی رہتا، یہ صداقت اور دیانتداری کا رد عمل ہے۔ لیکن کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ہم نے اپنی بد اعمالیوں، سیاہ کرتوتوں، مفاد، لائق، بے غیرتی، ضمیر فرشی کا مظاہرہ شروع کر دیا، جن سے آزادی حاصل کی تھی انہیں کے آگے جا کر سجدہ ریز ہو گئے۔ اپنی خودی، اپنی غیرت، مسجد ملائک ہونے کی عظمت، سب کوئی میں ملا دیا، محض اس لیے کہ ہمارا اپنا گھر دنیا کی تمام آسانیوں سے مالا مال رہے، غیرت، عزت، ضمیر اور جو ہر انسانیت سب کتابی باتیں ہیں۔ جو عملی زندگی میں کام نہیں آتیں۔ عقل مندوہی ہے جو بہتی لگنگا میں ہاتھ دھولے، جو ذرگیا وہ مر گیا۔ یہ ہے آج کی مادہ پرستانہ زندگی کا فلسفہ!

ہم نا شکرے بھی ہیں اور احسان فراموش بھی، ہم بھانڈوں اور مسخروں کو انتہائی اعزاز و اکرام کے ساتھ پیوند خاک کرتے ہیں اور جس نے ملک و قوم کو عزت اور وقار سے نوازا، دنیاوی اعتبار سے قوت و عظمت عطا کی، دشمنوں کے حوصلے پست کیے، اسے یوں خاموشی سے پر دخاک کر دیتے ہیں گویا وہ کوئی بے نام اور بے حیثیت انسان ہو۔

وطن کی فکر کر ناداں! مصیبت آنے والی ہے
تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

”دفتر تنظیم اسلامی عقب شیل پپ، نیوبہگام جی ٹی روڈ گورخان (حلقة پوٹھوہار)“ میں

12 جون 2022ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تابر و زائر نماز ظہر)

امدادی، نقباء و مطابقی تبلیغی پوششواری اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: درج ذیل موضوع پر بآہی مذاکرہ ہو گا۔

ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ امراء، نقباء و معاونین پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0311-5030220 / 051-3510334

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)35473375-78

Weekly

Nida-e-Khilafat

Lahore

MULTICAL-1000

Calcium Lactate Gluconate



*Energize the Summer
with Calcium advantage
Takes away Malaise,
Fatigue & Heat Exhaustion*



MULTICAL -1000

micronutrients (Vitamins + Minerals) Add Value to the Patients
Complaining Fatigue, tiredness and Low energy Level



NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your
Health
our **Devotion**